ہفت روزہ

# ندائے خلافت

لاہور

25 فروری 2004ء ـــ 4 محرم الحرام 1425ھ

www.tanzeem.org

## اس شمارے میں

ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا خط جارج ڈبلیو بش کے نام

اللہ کی ذات وصفات

دجالی فتنے کا سدباب

سانحۂ کربلا

خلافتِ عثمانیہ کے خاتمے پر یورپی رہنماؤں کے تاثرات

سوئی کا ناکا

نبوت کی حقیقت

جینے کا سلیقہ

خواتین کی منتخب تحریریں

کاروانِ خلافت: منزل بہ منزل

## سن ہجری کی ابتدا

عرب میں زمانہ تایادگار سے قمری سال رائج تھا اور مہینوں کے نام بھی یہی تھے۔ محرم، صفر وغیرہ۔ سال کے آخری مہینے میں حج بھی ہوا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے زمانے سے یہی طریقہ رائج تھا۔ رفتہ رفتہ عربوں میں دو قسم کے کلینڈر رائج ہو گئے۔ ایک بغیر کبیسہ، اسے اہل بدّو کا کلینڈر یا مدنی کلینڈر سمجھ لیجئے۔ اور دوسرا اہلِ حضر کا کلینڈر یا مکی کلینڈر سمجھ لیجئے۔ رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے بہت پہلے ہی سے یہ دونوں موجود تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی روایات میں تاریخوں اور مہینوں کے بعض اختلافات ملتے ہیں، کوئی مکی سال کا مہینہ اور تاریخ بیان کرتا ہے اور کوئی مدنی سال کا۔

یہ طریقہ 10 ہجری میں حجۃ الوداع تک جاری رہا۔ اس سال دورے کے بعد حج حقیقتاً ذی الحج کی 9 تاریخ کو جمعے کے دن ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے بحکم خدا یہ اعلان فرما دیا کہ اب زمانہ پھر صحیح وقت پر آ گیا ہے۔ آئندہ سے نہ کبیسہ ہوگا اور نہ نسئی ہوا کرے گی۔ اس کے بعد سے ایک ہی قمری سال شمار ہونے لگا۔ دنیا کے ہر ملک اور ہر قوم میں کسی مشہور اور اہم واقعے سے سال کا شمار ہوتا ہے۔ کہیں بادشاہوں کی تخت نشینی سے اور کہیں کسی حادثے سے۔ کبھی یہ شمار ملکی فتوحات سے اور کبھی ارضی وسماوی تغیرات سے ہوتا ہے۔ مسلمانوں کا ہجری سال حضرت محمد ﷺ کی ہجرت سے چلتا ہے، یعنی جس سال آپؐ نے ہجرت فرمائی تھی۔ اس سال کی پہلی محرم سے سن ایک ہجری شمار کیا جاتا ہے۔

آپؐ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ کے مقام قباء پر جس دن پہنچے تھے، اُس دن دوشنبہ 8 ربیع الاوّل ایک ہجری تھا جو موجودی گریگوری کلینڈر کے حساب سے 20 ستمبر 622ء پڑتا ہے۔ اُس دن کی تاریخ یکم محرم موجودہ گریگور کلینڈر کے بموجب 16 جولائی 622ء پڑتی ہے اور یہی سن ایک ہجری کی ابتدا ہے۔ عام طور پر مشہور ہے کہ سن ہجری کی ابتدا حضرت فاروق اعظمؓ کے عہد میں ہوئی، لیکن یہ صحیح نہیں ہے کہ آپ نے سرکاری مراسلات میں تاریخ کا اندراج لازمی قرار دیا تھا ورنہ اس کی ابتداء خود حضرت رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ہو چکی تھی۔

تحریر: مولانا عبدالقدوس ہاشمی

ماخذ: تقویم تاریخی

# سورۃ البقرۃ (آیت 283-284)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِىْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝﴾

''اور اگر تم سفر پر ہو اور (دستاویز) لکھنے والا مل نہ سکے تو (کوئی چیز) رہن باقبضہ رکھ کر (قرض لے لو) اور اگر کوئی کسی کو امین سمجھے (یعنی رہن کے بغیر قرض دے دے) تو امانتدار کو چاہئے کہ صاحب امانت کی امانت ادا کردے اور خدا سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرے۔ اور (دیکھنا) شہادت کو مت چھپانا۔ جو اس کو چھپائے گا وہ دل کا گنہگار ہوگا اور اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے۔ تم اپنے دلوں کی بات کو ظاہر کرو گے یا چھپاؤ گے تو اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔ پھر وہ جسے چاہے مغفرت کرے اور جسے چاہے عذاب دے۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

قرض کے لین دین کے متعلق ہدایات کا سلسلہ جاری ہے۔ یہاں بتایا جارہا ہے کہ اگر تم سفر پر ہو اور وہاں کوئی قرض کا معاملہ پیش آ گیا اور موقع پر کوئی کاتب بھی موجود نہیں تو پھر کیا کیا جائے۔ ایسی صورت میں مقروض کی کوئی چیز گروی رکھ لینے کی اجازت ہے یعنی قرض دینے والا مقروض کی کوئی ملکیت اپنے قبضہ میں رکھ لے گا کہ جب وہ قرضہ ادا کرے گا تو اس کی مملوکہ چیز اسے واپس کردی جائے گی۔ یہ ایک قسم کی ضمانت ہوئی۔ اسے رہن کہتے ہیں' لیکن شے مرہونہ سے فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں ورنہ وہ سود ہو جائے گا۔ مثال کے طور پر ایک مکان رہن رکھا گیا۔ قرض دینے والے نے یہ مکان کرایہ پر دے دیا تو یہ کرایہ خود نہیں لے سکتا بلکہ یہ اصل مالک یعنی مقروض کو ہی جائے گا۔ پس شے مرہونہ سے کسی قسم کا استفادہ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کوئی شخص تم میں سے دوسرے شخص پر اعتماد کرتا ہے یعنی اُس کے پاس رہن رکھنے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے اور وہ اُسے قرض کی رقم فراہم کردیتا ہے تو اب مقروض اس شخص کے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچائے اور قرض کی رقم جس کا اسے امین بنایا گیا ہے (شرافت کے ساتھ) واپس کردے اور اللہ کا خوف اپنے دل میں رکھے جو اس کا پروردگار ہے۔ اور دیکھو گواہی کو نہ چھپایا کرو کیونکہ جو کوئی گواہی کو چھپائے گا' اس کا دل گناہ میں مبتلا ہو جائے گا۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے جانتا ہے۔

آیت نمبر 284 کے بعد سورۃ البقرہ کا آخری رکوع شروع ہو رہا ہے۔ جو کل تین آیات پر مشتمل ہے۔ اس سے پہلے ایک رکوع گزر چکا' جس میں چار آیات ہیں۔ اس رکوع میں آیت الکرسی بھی ہے جو قرآن مجید کی عظیم ترین آیت ہے۔ سورۃ البقرہ کا آخری رکوع عظمت اور مقام میں بالکل اس رکوع کے بالمقابل ہے۔ وہاں آیت الکرسی ہے تو یہاں سورۃ کے اختتام پر جامع ترین دعا ہے۔ اس کی پہلی آیت میں وہی الفاظ ہیں جو اکثر و بیشتر سورتوں کے اختتام پر آتے ہیں کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خواہ تم اسے ظاہر کرو خواہ چھپاؤ۔ اللہ تم سے محاسبہ کرے گا اور تمہاری نیتیں اور ارادے اس کے علم میں ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا اور نہ ہی تمہارے مالوں کو دیکھتا ہے بلکہ وہ تمہارے دلوں (نیتوں) کو دیکھتا ہے۔ پس دل میں جو کچھ ہے خواہ اسے کتنا ہی چھپالو۔ اللہ کے محاسبے سے نہیں بچو گے۔ پھر وہ جس کو چاہے گا' بخشے گا۔ اور جس کو چاہے گا' عذاب دے گا۔ اختیار مطلق اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ پر لازم نہیں کہ وہ نیکوکار کو اس کی جزا ضرور دے اور بدکار کو اس کی سزا ضرور دے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اللہ ایسا ہی کرے گا' لیکن اس کی شان اس سے بہت اعلیٰ وارفع ہے کہ اس کی ذات پر کسی شے کو لازم قرار دیا جائے۔ قرآن میں ہے یفعل اللہ ما یشاء ۔ یفعل اللہ ما یرید ۔ اور اللہ عدل کرے گا مگر کوئی شے اس پر واجب نہیں۔ ہاں اللہ نے رحمت کو اپنے اوپر واجب کیا ہے کتب علی نفسه الرحمة۔ اور اللہ ہر چیز کی قدرت رکھتا ہے۔

# انبیاء کی وراثت نہیں ہوتی

فرمانِ نبویؐ

چوہدری رحمت اللہ بٹر

عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ رضی اللہ عنه : ((اَنَّ فَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لِاَبِیْ بَكْرٍ : مَنْ يَّرِثُكَ اِذَا مِتَّ' قَالَ وَلَدِیْ وَ اَهْلِیْ' قَالَتْ : فَمَالَنَا لَا نَرِثُ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ النَّبِیَّ لَا يُوْرَثُ وَلٰكِنِّیْ اَعُوْلُ مَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْلُ' وَاُنْفِقُ عَلٰی مَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُنْفِقُ)) (مسند احمد)

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ آپؓ کی موت پر آپؓ کا وارث کون ہوگا؟ انہوں نے فرمایا میری اولاد اور میرے گھر والے۔ اس پر حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے وارث کیوں نہیں قرار پائے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ انبیاء کی وراثت نہیں ہوتی۔ لیکن میں کفالت کرتا رہوں گا جن کی کفالت رسول اللہ ﷺ نے فرمائی۔

خط کوفی بسیط میں خالد بن الھیاج اور خلیل بن احمد بصری کی خطاطی کا نمونہ

ادار یہ

# ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا خط بنام جارج ڈبلیو بش

6 اگست 1945ء کو امریکا نے انسانی تاریخ کا سب سے پہلا ایٹم بم ہیروشیما پر گرایا۔ یہ یورانیم کے ایٹم کو شق کرنے سے بنایا گیا تھا۔ اس کا نام "چھوٹا لڑکا" تھا جو صدر روز ویلٹ سے منسوب تھا۔ تین روز کے بعد 9 اگست کو دوسرا ایٹم بم جاپان ہی کے دوسرے ساحلی شہر ناگاساکی پر گرایا گیا۔ یہ پلوٹونیم کے انجذ اب سے بنایا گیا تھا۔ اس کا نام برطانیہ کے وزیر اعظم ونسٹن چرچل کے نام پر "موٹا آدمی" تھا۔ امریکا نے دونوں ہنستے بستے شہر آن کی آن میں تابکار شعاعوں کی آگ میں جھلس دیئے۔ بلند و بالا عمارتیں' گرجا' سکول' کالج' دفاتر' مکانات' بازار' گلی کوچے سب خاک کے تودے بنا دیئے۔ لوگ دہشت کے مارے جنگل کی طرف بھاگے' وہ وہیں جھاڑیوں میں ایٹمی زہر سے سسک سسک کر مر گئے۔ سات سال کے بعد جنگل کی تلاشی لی گئی تو جھاڑیوں میں انسانی لاشوں کے ڈھانچے اور کھوپڑیاں نظر آئیں۔ دردناک ہلاکت سے بچنے والے (اور ان کی نسلیں) زندگی کا عذاب جھیلنے کو باقی رہ گئے۔ ایٹم بم کی آگ' دھوئیں' اور دھماکے کی خوفناک آواز ہمیشہ کے لئے ان کے دل و دماغ سے چمٹ کر رہ گئے۔ ایٹم زدہ مرد و زن کئی برس تک خوف سے چیخیں مارتے رہے۔ ہزاروں لوگ اور معصوم بچے ہسپتالوں اور گھروں میں اپنے جسموں پر تابکار اثرات کے زخموں سے بلبلاتے رہے۔ ہزاروں اندھے ہو گئے۔ ہزاروں بہرے ہو گئے۔ محتاج اور اپاہج' لنگڑے لولوں کا شمار نہیں۔ ایٹم بم کے دھماکے کی دہشت سے تقریباً تین ہزار بچے ماؤں کے پیٹ سے باہر نکل آئے تھے۔

امریکا نے جاپان کے دونوں ہنستے بستے شہر آن کی آن میں تابکار شعاعوں کی آگ میں جھلس دیئے۔ تین دن کے اندر اندر ڈھائی لاکھ انسانوں کو آن کی آن میں اپنی آتش انتقام میں جھونک دینے والے' روز ویلٹ کے جانشین جارج ڈبلیو بش آج اپنی انتخابی مہم میں بڑی بے ضمیری سے تقریر فرما رہے ہیں کہ وہ ایٹمی اسلحے کی ٹیکنالوجی پھیلانے والوں کا ایک ایک کر کے سراغ لگائیں گے۔ ان کے خلاف براہ راست کارروائی کی جائے گی۔ ان کے ایٹمی اثاثے منجمد کر دیئے جائیں گے اور ان پر قبضہ کر لیا جائے گا (اشارہ پاکستان کی طرف!) جارج بش پاکستان کے ایٹمی سائنس دان ڈاکٹر عبدالقدیر خان پر برس پڑے اور ایٹمی پھیلاؤ کے زیر زمین نیٹ ورک (جس کا موجد اور پھیلانے والا خود امریکا ہے) پھیلانے کے سارے الزامات ان کے سر تھوپ دیئے اور روز ویلٹ اور چرچل کے قائم کردہ زبردست جاسوسی نظام کے اس شاندار کارنامے کی تعریف کی کہ وہ ڈاکٹر قدیر کے ساتھیوں میں گھسے ہوئے تھے۔

جارج بش اور ٹونی بلیئر کے ہم وطن اخبارات اور الیکٹرونک میڈیا نے ان کے صحافیوں اور تجزیہ نگاروں نے ڈاکٹر قدیر اور پاکستانی ایٹم بم کے خلاف آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے' تاکہ بھارت اور اسرائیل کی ایٹمی کارستانیوں پر پردہ پڑا رہے۔ اسرائیل اور بھارت کو بچانے کے لئے ایسا ہی واویلا انہوں نے اس وقت بھی کیا تھا جب ڈاکٹر قدیر خان نے وزیر اعظم بھٹو کے عہد میں کہوٹہ میں ریسرچ لیبارٹری کی دیواریں کھڑی کی تھیں۔ بے شمار کتابیں لکھی گئی تھیں۔ اخبارات اور جرائد نے "اسلامی بم" کی دہائی دی تھی۔ ایک کتاب "دی اسلامک بم" کے مصنفین اسٹیو وائز مین اور ہربرٹ کروزنی نے لکھا تھا: "ہمارے ایٹمی راز چرا کر ماسکو پہنچانے والے ایٹمی سائنسدان کلوس فیوچز اور ایلن نن مے کے بعد ایٹمی راز لے جانے والا سب سے کامیاب جاسوس' بے مثال چھلاوا ڈاکٹر خان ہے جو سب کی آنکھوں میں دھول جھونک گیا۔ یورپ کی بارہ زبانوں میں شائع ہونے والے اخبارات نے ڈاکٹر قدیر کے خلاف جو معاندانہ مہم چلائی' اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ان پر ایٹمی راز چرا کر پاکستان لانے کے الزامات ان شہ سرخیوں کے ساتھ لگائے گئے: "ایک انتہائی پُر اسرار شخصیت جس نے اپنے مقصد کے لئے مغرب کے روایتی مہم جو اور بہادر کرداروں جیمز بانڈ اور ڈاکٹر نو کی ناک پر چونا لگا دیا......" "وہ رواں صدی کے ایٹمی راز چرانے والے سب سے بڑے جاسوس ہیں۔ ایسا جاسوس جو اسلام کے لئے ایٹم بم چرا کر لے گیا۔"

ڈاکٹر قدیر کے ایٹم بم نے ایک انسان کی بھی جان نہ لی تھی۔ امریکا کے ایٹم بم نے ڈھائی لاکھ انسانوں کو ہلاک کیا تھا۔ چاہئے تھا کہ امریکا کا سر انسانیت کے سامنے ندامت اور معذرت سے جھک جاتا۔ لیکن اُس نے بڑی ڈھٹائی سے بعد ازاں ہائیڈروجن بم بنایا' نیپام بم بنا کر ویت نام پر گرائے۔ افغانستان اور عراق میں بنکر بسٹر اور ڈیزی کٹر جیسے خوفناک بم استعمال کئے۔ چاہئے تھا کہ امریکا اور اس کے حواریوں کا ضمیر اب بھی جاگتا اور وہ ایٹمی عدم پھیلاؤ کے معاہدے سے زیادہ تخفیف اسلحہ کے معاہدے کی پاسداری کرتے ہوئے اپنے ایٹمی ذخیروں کو خود ہی تباہ کرنے کی اخلاقی ذمہ داری پوری کرتے۔ وہ اب بھی اپنے ضمیر کو سلانے کے لئے ڈاکٹر قدیر کو محبوس کرا کر اس پر الزام تراشی کر رہے ہیں۔ آج اگر ڈاکٹر قدیر خان کو اپنے خلاف معاندانہ الزام تراشی کا جواب دینے کی آزادی مل جائے تو ان کی تقریر یا تحریر کی عبارت وہی ہو گی جو انہوں نے 28 نومبر 1979ء کو اپنے اُس خط میں تحریر کی تھی جو یورپ کے اخبارات میں شائع ہوا تھا (ترجمہ): "میں پوچھنا چاہتا ہوں' امریکیوں اور انگریزوں کی یہ نام نہاد مقدس و متبرک الزام تراشیاں کیوں ہیں؟ کیا یہ حرامی (Bastards) ہزاروں ایٹمی ہتھیاروں کے ذخائر کے خدا کے مقرر کردہ نگہبان ہیں؟ کیا مہینے کے مہینے ایٹمی دھماکے کرنے کا اختیار ان کو خدا نے تفویض کیا ہے؟ ہم ایک چھوٹا سا پروگرام بھی شروع کریں تو ہمیں شیطان اور بدمعاش کہا جاتا ہے اور تمام مغربی صحافی ہمارے خلاف من گھڑت اور کینہ پرور کہانیاں چھاپنے کو کروسیڈ خیال کرتے ہیں۔"

ہم ڈاکٹر قدیر خان کے اس خط کا انتظار کر رہے ہیں جو موجودہ حبس بے جا سے رہائی ملنے کی صورت میں وہ روز ویلٹ اور چرچل کے وارث جارج ڈبلیو بش کے اہل وطن کے نام لکھیں گے۔

مدیر انتظامی

امریکا کے بابائے ایٹم بم اوپن ہائمر کے خلاف جاسوسی کے مقدمے کی کارروائی پیش کی جائے گی جسے سہ رکنی فوجی سیکورٹی بورڈ نے اپنے فیصلے میں امریکا کا محب وطن ہیرو تسلیم کرتے ہوئے ملکی سلامتی کیلئے خطرہ قرار دیا تھا۔


تا خلافت کی بناء دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ندائے خلافت

| جلد | 19 فروری تا 25 فروری 2004ء / 27 ذی الحجہ 4 محرم الحرام 1425ھ | شمارہ |
| --- | --- | --- |
| 13 | | 7 |

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر انتظامی: سید قاسم محمود

**مجلس ادارت**

ڈاکٹر عبدالخالق۔ مرزا ایوب بیگ
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔ گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ لاہور
فون: 6366638-6316638 فیکس: 6305110
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور
فون: 5869501-03
قیمت فی شمارہ: 5 روپے

**سالانہ زرِ تعاون**
اندرونِ ملک...... 250 روپے
بیرون پاکستان
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)

☆.☆.☆

"ادارہ" کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

12 بغداد میں ایک فوجی بھرتی کے مرکز پر فدائی حملے میں کم از کم 47 افراد ہلاک اور 75 سے زائد زخمی ہو گئے۔ بعض بین الاقوامی اخبارات میں اسرائیلی خفیہ ایجنسی ''موساد'' کے ایجنٹوں کے القاعدہ اور طالبان کی تلاشی کے لئے مدد حاصل کرنے کی خبروں پر طالبان نے شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسرائیلی ایجنٹوں سے فلسطینی عوام کا بدلہ افغانستان میں لیا جائے گا۔ اگر اسرائیل ایجنٹ افغانستان میں داخل ہوئے تو فلسطینی مسلمانوں کا بدلہ لینے میں آسانی ہوگی' کیونکہ فلسطین واحد علاقہ ہے جہاں پر اس خطے کے لوگ جہاد کے لئے نہیں جا سکتے...... امریکا نے ایٹمی پھیلاؤ کے متعلق حکومت پاکستان کی تحقیقات پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ایٹمی پھیلاؤ کے حوالے سے پاکستان کو کئی بار خفیہ معلومات سے آگاہ کیا گیا اور آئندہ بھی پاکستان کے ساتھ تعاون جاری رہے گا۔

13 فرانس کی قومی اسمبلی نے سرکاری سکولوں میں مسلمان طالبات کے سکارف پہننے پر پابندی سے متعلق بل کی منظوری دے دی۔ اب یہ بل حتمی منظوری کے لئے سینیٹ میں پیش کیا جائے گا...... جرمنی کی ریاست ہیسے میں بھی سرکاری دفاتر میں مسلمان ملازم خواتین پر سکارف پہننے کی پابندی عائد کرنے کا بل پیش کیا جانے والا ہے...... متحدہ عرب امارت کی حکومت نے تارکین وطن کے لئے وزٹ ویزا کو روزگار یا رہائشی ویزا میں تبدیل کرنے کے لئے نیا قانون نافذ کر دیا...... امریکا اور لیبیا کے درمیان 23 سال بعد سفارتی رابطے بحال ہو گئے...... امریکا کے وزیر خارجہ کولن پاول نے امریکی ریڈیو کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ وہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور اُن کے نیٹ ورک کا گھیراؤ تنگ کر کے اس کی تمام شاخوں کو ختم کر کے دم لیں گے جس کے لئے صدر پرویز مشرف نے ہمیں ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا ہے۔

14 قطر کے دارالحکومت دوحہ میں چیچنیا کے سابق صدر زیلم خان' اور ان کے دو ساتھی کار بم دھماکے میں جان بحق ہو گئے۔ زیلم خان گزشتہ تین برسوں سے قطر میں جلاوطنی کی زندگی گزار رہے تھے۔ انہوں نے طالبان دور میں کابل میں سفارت خانہ کھولا تھا۔ ان پر القاعدہ سے تعلق کا الزام تھا...... پاکستان کے وزیر محنت و افرادی قوت اور اوورسیز عبدالستار لالیکا حرکت قلب بند ہونے کے باعث لاہور میں انتقال کر گئے...... عرب کے دو ممتاز اخبارات روزنامہ ''الجزیرہ'' اور الریاض میں مسلمانوں سے کہا گیا کہ وہ عیسائیوں کی رسم ویلنٹائن ڈے نہ منائیں جسے سعودی عرب کے اعلیٰ دینی ادارے نے ایک عیسائی مذہبی تعطیل قرار دیا ہے...... امریکا کے نائب وزیر خارجہ رچرڈ آرمیٹج نے ایران پر الزام لگایا ہے کہ عالمی برادری سے وعدوں کے باوجود اس نے ایٹمی ہتھیار بنانے کا اپنا پروگرام ختم نہیں کیا...... عراق کے لئے اقوام متحدہ کے نمائندے لخدر ابراہیمی نے کہا ہے کہ ملک میں خانہ جنگی کے شدید خطرات موجود ہیں۔ الیکشن جلد ممکن نہیں' اس لئے 2005ء تک ملتوی کر دیئے جائیں۔

15 عراق کے شہر فلوجہ میں سول ڈیفنس کی عمارت اور ایک تھانے پر حملے میں 27 افراد ہلاک اور 35 زخمی ہو گئے...... امریکا کے زیر انتظامی عربی زبان کا سٹیلائٹ ٹیلیویژن آج سے اپنی نشریات کا آغاز کر رہا ہے۔ الحرہ چینل کی نشریات مشرق وسطیٰ کے 22 ممالک کے کروڑوں ناظرین کے لئے ہوں گی...... فتح پوری مسجد دہلی کے شاہی امام مفتی محمد مکرم نے بھارتی وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی کے اس اعلان کی سخت مذمت کی ہے کہ وہ بابری مسجد کی جگہ رام مندر ضرور بنا کر رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ یہ انتخابی مہم میں عوام کو گمراہ کرنے کی ایک چال ہے...... کل جماعتی حریتی کانفرنس (جموں و کشمیر) کے عباس انصاری گروپ میں پھوٹ پڑ گئی ہے۔ پیپلز کانگریس کے سربراہ سجاد لون نے عباس انصاری کو منافق قرار دیتے ہوئے ان سے علیحدگی کا اعلان کیا۔ حریت کانفرنس کے چیئرمین سید علی گیلانی نے بانڈی پورہ کے ایک عوامی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ لوٹ مار اور ظلم و تشدد کے باوجود بھارت کشمیری عوام کو تحریک آزادی سے الگ نہیں کر سکتا...... امریکا میں مقیم پاکستانیوں نے ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے حق میں نیویارک اور واشنگٹن میں زبردست مظاہرے کئے اور پرویز مشرف حکومت کے خلاف نعرے بازی کی۔

16 ایران کے اصلاح پسندوں نے پارلیمانی الیکشن سے قبل اپنی شکست تسلیم کر لی۔ آٹھ اصلاح پسند جماعتوں کے اتحاد کے ترجمان نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ 22 فروری کو ہونے والے انتخابات میں اصلاح پسند اپنی اکثریت کھو دیں گے اور قدامت پسند اور انتہا پسند بھاری اکثریت سے جیت جائیں گے...... ایران کے ایک اسلامی گروپ نے شاتم رسولؐ سلمان رشدی کو قتل کرنے والے شخص کے لئے ایک لاکھ ڈالر کے نقد انعام کا اعلان کیا ہے...... روس کے سابق صدر گورباچوف نے اعتراف کیا ہے کہ افغانستان پر روس کا حملہ سیاسی غلطی تھی۔ انہوں نے افغانستان سے روسی افواج کے انخلا کی 15ویں سالگرہ کے موقع پر ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایک ایسے ملک پر جس کی اپنی قدیم اور پختہ روایت ہوں' غیر سماجی نظام مسلط کرنے کی کوشش ہمیشہ ناکام رہتی ہے...... پاکستان کے چیف الیکشن کمشنر جسٹس (ر) ارشاد حسن خان نے مسلم ووٹروں کے لئے ختم نبوت کا حلف نامہ بحال کرنے اور مسلم اور غیر مسلم ووٹروں کی الگ الگ انتخابی فہرستیں بحال کرنے کے لئے باقاعدہ احکامات جاری کر دیئے۔

17 پاکستان اور بھارت کے درمیان جامع مذاکرات کا سلسلہ 16 فروری سے اسلام آباد میں شروع ہوا۔ دفتر خارجہ کے ترجمان کے مطابق پہلا دور تعمیری' مثبت اور اطمینان بخش رہا۔ دونوں ملک 1997ء کے 8 نکاتی مذاکراتی ماڈل پر متفق ہیں' جن میں مسئلہ کشمیر' دہشت گردی' وولر بیراج' سرکریک' سیاچین' تجارت اور دوستانہ وفود کے تبادلے شامل ہیں...... ایٹمی توانائی کی بین الاقوامی ایجنسی نے کہا ہے کہ ایٹمی بلیک مارکیٹ میں امریکی اور یورپی کمپنیاں بھی شامل ہیں۔ آسٹریلیا' بلجیئم' چین' جرمنی' جاپان' ملائیشیا' ہالینڈ' روس' جنوبی افریقہ' سپین' سوئٹزرلینڈ اور جنوبی کوریا سمیت چودہ ممالک کی کمپنیاں اور شخصیات انڈرورلڈ کی سرگرمیوں میں شریک ہیں۔ کئی امریکی کمپنیوں نے ایران کے ایٹمی پروگرام کے لئے آلات اور آسٹریلیا کی کمپنی نے یورانیم کی افزودگی کے لئے استعمال کی جانے والی سنٹر فیوج مشینوں کے لئے مقناطیس مہیا کئے۔ تین جرمن باشندے مڈل مین کا کردار ادا کرتے رہے۔ متعدد جرمن کمپنیوں نے ایران کو ممنوعہ ٹیکنالوجی دی۔ جاپانی کمپنی پر ایران کو یورانیم کی افزودگی کے لئے ٹیکنالوجی دینے پر پوچھ گچھ ہوئی ہے۔ جنوبی افریقہ کے کئی سائنس دانوں نے خفیہ طور پر متعدد ممالک کو ایٹمی معلومات فراہم کیں۔

18 امریکی و پاکستانی افواج نے پاک افغان سرحد پر ہتھوڑا و سندان (ہیمر اینڈ اینوِل) آپریشن کا آغاز کر دیا۔ پاکستانی فوج قبائلی علاقے میں کارروائی کر کے القاعدہ ارکان کو سرحد پار دھکیلے گی' جہاں امریکی فوج معرکے کے لئے تیار ہوگی۔ امریکی جنرل ڈیوڈ بارنو کے اعلان کے مطابق مشتبہ افراد کو پاکستانی اور امریکی کے درمیان کچل دیا جائے گا...... وزیر اعظم میر ظفر اللہ خان جمالی تہران پہنچ گئے۔ ایران کے صدر خاتمی سے ون ٹو ون ملاقات ہوئی۔ صدر خاتمی نے کہا کہ پاک بھارت کامیاب مذاکرات سے ایران بھارت گیس لائن منصوبے کو عملی جامہ پہنانے میں مدد ملے گی...... اقوام متحدہ کی جانب سے بتایا گیا کہ اسرائیل کی جانب سے عرب اردن کے علاقے میں تعمیر کی جانے والی حفاظتی دیوار کے باعث دو لاکھ سے زیادہ فلسطینی باشندے متاثر ہوں گے۔

# اللہ کی ذات وصفات

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے 6 فروری 2004ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

آج ہم سورۂ بنی اسرائیل کی آخری آیت کا مطالعہ کریں گے۔

جس کا ترجمہ یہ ہے: ''اے نبی ﷺ کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اور کل شکر اس اللہ کے لئے ہے جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا' نہ بادشاہی و اختیار میں اس کا کوئی شریک ہے' اور نہ ہی اس کا کوئی ولی اور دوست ہے ناتوانی کے باعث' اور اس کی بڑائی کرو بڑا جان کر۔''

اس آیہ کا سورۂ مبارکہ کی پہلی آیت سے ربط و تعلق یہ ہے کہ پہلی آیت کا آغاز اللہ کی تسبیح (پاکی) سے ہوا۔ اور اس آخری آیت کے آغاز میں اللہ کی تحمید ہے۔ اللہ کی معرفت کے حوالے سے یہ دو کلمات بہت اہم ہیں یعنی سبحان اللہ اور الحمد للہ۔ حدیث میں آتا ہے کہ تسبیح باری تعالیٰ سے میزانِ معرفت نصف ہو جاتی ہے یعنی انسان اللہ کی جو معرفت حاصل کر سکتا ہے سبحان اللہ کہنے سے وہ آدھی حاصل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارا تعارف دراصل اس کی ذات کے حوالے سے نہیں بلکہ اس کی صفات کے ذریعے ہے' کہ وہ موجود ہے' خالق ہے' مالک ہے' وہی الاوّل ہے' وہی الآخر ہے' وہی الظاہر ہے وہی الباطن ہے۔ تسبیح و تحمید ان تمام صفات کا احاطہ کر لیتی ہیں۔ بہر حال ہم اللہ کو صرف صفات کے حوالے سے جان سکتے ہیں۔ اللہ کی ذات کیسی ہے۔ فی نفسہٖ وہ کیسا ہے۔ کس شے کا وہ بنا ہوا ہے۔ یہ ہم نہیں جان سکتے جیسے اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں فرمایا کہ ہم نے جنات کو آگ سے پیدا کیا' انسان کو مٹی سے پیدا کیا اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے تو اسی معنی میں اگر کوئی اللہ کی ذات کے بارے میں جاننا چاہے اور اسی کھود کرید میں لگا رہے' اس سے منع کیا گیا ہے۔ ہم اگر اس بحث میں پڑیں گے تو اپنی حدود سے تجاوز کریں گے۔ کیونکہ اس کی ذات وراء الوراء ثم وراء الوراء ہے۔ لیکن ہمارے باطن میں اس کی معرفت کی چنگاری موجود ہے۔ ہم سے عالم ارواح میں عہد لیا گیا تھا کہ "الست بربکم. قالوا بلیٰ" کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو سب نے مل کر کہا تھا کہ کیوں نہیں آپ ہی ہمارے رب ہیں۔ اسی بنیاد پر ہر شخص احساس رکھتا ہے کہ ہاں میرا کوئی رب ہے۔ البتہ ہمیں اس کی ذات کے بارے میں بحث نہ کرنا چاہئے کیونکہ اس کی ذات کے بارے میں بحث کرنا ہمیں شرک تک پہنچا سکتا ہے۔ اللہ کی ذات کے بارے میں اس عجز کا اعتراف کر لینا کہ ہم اس کی ذات کے بارے میں کچھ نہیں جان سکتے یہی کمالِ ادراک ہے۔ لہٰذا ہمارا اللہ سے تعلق اور تعارف اس کی صفات کے حوالے سے ہے۔ صفات کو دو الفاظ تسبیح و تحمید میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ تسبیح سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی ذات ہر عیب' نقص' کمی اور کوتاہی سے پاک ہے' مبرا ہے' منزا ہے۔ اللہ کو اپنے مقام بلند پر برقرار رکھنا تسبیح ہے۔ اللہ کے ساتھ کوئی ایسا تصور نہ رکھنا کہ اس کے بلند مقام پر کوئی آنچ آتی ہو' تسبیح کا اصل مفہوم ہے۔

تسبیح کے ساتھ ہی مذکورہ بالا حدیث میں تحمید کے بارے میں فرمایا: الحمد للہ سے میزان معرفت کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ تحمید کا مطلب ہے کہ تمام شکر اور تمام تعریفیں اللہ ہی کو سزاوار ہیں۔ جو خیر' جو خوبی' جو اچھائی' جو بھلائی کائنات میں ہے اس کا منبع و سرچشمہ اللہ کی ذات ہے۔ اگر کسی شے میں کوئی خوبی ہے تو وہ اسی کی عطا کردہ ہے۔

اس آیت مبارکہ میں حمد باری تعالیٰ کے حکم کے بعد اللہ تعالیٰ کا جو تعارف کرایا جا رہا ہے اس میں توحید کے مختلف تنزیہی پہلوؤں کو بیان کیا جا رہا ہے کہ وہ اللہ ان تمام نقائص سے پاک ہے جو انسان اپنی کم عقلی کی وجہ سے اللہ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید میں پہلی نقب یہ لگتی ہے کہ کسی کو اس کی اولاد قرار دے دیا جائے۔ یہ دراصل انسانی سوچ اور ذہن کا ایک نقص ہے کہ جب وہ اپنے لئے اولاد کو نعمت سمجھتا ہے تو خیال سمجھتا ہے کہ اللہ کے لئے بھی اولاد ہوگی۔ لیکن قرآن کہتا ہے کہ ''رحمٰن کے شایانِ شان ہی نہیں کہ وہ کسی کو اپنی اولاد بنائے''۔ اس لئے کہ اولاد کا تصور کمزوری کا علامت ہے کہ انسان سمجھتا ہے کہ میری موت کے بعد اولاد سے میرا نام آگے چلے گا یا بڑھاپے میں یہ میری دست و بازو بنے گی جبکہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے بہت بلند اور ارفع ہے۔ وہ حی و قیوم ہے۔ اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ اگر اس کے کوئی اولاد ہوتی تو وہ بھی لائق عبادت ہوتی پھر توحید کہاں رہتی۔ بہر حال اس گھناؤنے شرک میں انسانیت مبتلا ہوتی رہی ہے۔ مشرکین عرب فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں مانتے تھے۔ عیسائیوں نے معاذ اللہ حضرت عیسیٰ کو اللہ کا صلبی بیٹا قرار دیا ہے یہ شرک فی الذات ہے۔ جان لیجئے کہ یہ بدترین شرک ہے۔ اس پر اللہ کا غضب سب سے زیادہ بھڑکتا ہے۔

اس کے بعد شرک کی ایک گھناؤنی صورت یہ ہے کہ اللہ کی بادشاہی میں کسی کو اس کا شریک بنایا جائے۔ اس کی بھی اس آیت میں نفی کی گئی ہے۔ دراصل انسان قیاس کرتا ہے کہ جیسے دنیا کے بادشاہوں نے انتظام چلانے کے لئے اپنے اختیارات کی تقسیم کر رکھی ہے' اسی طرح اس کائنات کے بادشاہ کے بھی کچھ عمائدین اور مددگار ہیں۔ قرآن نے سختی سے اس تصور کی نفی کی ہے کہ اس کی بادشاہی میں کوئی شریک نہیں۔ جیسا کہ سورۂ کہف میں یہ مضمون آیا ہے: ''وہ اپنے حکم و اختیار میں کسی کو شریک نہیں کرتا''۔ وہی تدبیر امر کرتا ہے اور تمام معاملات میں فیصلے وہ خود کرتا ہے۔ اس کا اختیار سب پر چھایا ہوا ہے اور ہر شے اس کے قبضہ قدرت میں اور قبضہ تصرف میں ہے۔ اسے کسی مددگار کی ضرورت نہیں ہے۔ جب انسان کی نظر سے اللہ کی قدرت و حاکمیت کا یہ پہلو اوجھل ہو جاتا ہے تو وہ حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے غیر اللہ کو پکارتا ہے۔ قرآن اس کی سختی سے نفی کرتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو پکارا جائے۔ جب انسان یہ مان لیتا ہے کہ تمام اختیار اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے' کوئی اس کی بادشاہی میں شریک و مددگار نہیں' تو اس توحید کا ⇦

دنیا میں اس طور سے ظہور ہوگا کہ اس کے ماننے والے اللہ کی مرضی کو دنیا میں نافذ کریں۔ جو شریعت اور قانون اللہ نے دیا ہے اس کی پابندی کریں۔ اس کو نافذ و قائم کریں۔ یعنی رب کی دھرتی پر رب کا نظام قائم کیا جائے۔ سیاسی میدان میں توحید کا تقاضا یہ ہے کہ حاکمیت کا حق بھی اللہ کا ہے۔ اگر کسی اور کی حاکمیت اعلیٰ کو تسلیم کیا گیا تو یہ بدترین شریک ہے۔ اسلامی ریاست کا سربراہ خلیفہ ہے وہ اپنی حکومت قائم نہیں کرتا بلکہ اللہ کی حکومت کو اس زمین پر قائم کرتا ہے۔ اسی طرح معاشی نظام میں توحید یہ ہے کہ اللہ نے حلال و حرام کی جو حدود معین کر دی ہیں' انہی کے مطابق نظام معیشت کو استوار کیا جائے۔ اسی طرح معاشرتی سطح پر بھی شرعی حد بندیوں کی پابندی ہوگی۔ جس طرح کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کے حکم کا پابند ہے' اس طرح اس زمین پر بھی اسی کی حکومت قائم ہو۔

اس آیت میں تیسری بات یہ فرمائی کہ اللہ کا کوئی دوست یا مددگار اس کی کمزوری کی بناء پر نہیں۔ قرآن میں جابجا ہے کہ صالحین اور مؤمنین اللہ کے ولی اور دوست ہیں۔ لیکن یہ دوستی کسی کمزوری کے باعث نہیں۔ اللہ کی دوستی کو اپنی دوستی پر قیاس نہ کرو کہ ہم اس لئے دوست بناتے ہیں کہ مشکل وقت میں کام آئے گا۔ اللہ کا اپنے وفاداروں کو اپنا دوست قرار دینا گویا ان کے اعزاز کے طور پر ہے۔ ورنہ وہ تو سب اسی کی مخلوق اور بندے ہیں۔ یہ صرف اس کی قدردانی ہے کہ وہ اپنے وفادار بندوں کو مقام ولایت عطا فرماتا ہے۔ اللہ کی دوستی کے حوالے سے یہاں غلط تصور کی اس شدومد سے نفی اس لئے کی گئی کہ پھر اللہ کے دوستوں کے بارے میں شفاعت باطلہ کا تصور پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ اللہ کے ہاں ہمیں بچالیں گے۔ حالانکہ اللہ وہ حاکم مطلق ہے جس پر کسی کا زور نہیں چلتا۔ کوئی اس پر اپنی مرضی مسلط نہیں کرسکتا۔ آیۃ الکرسی میں ہے کہ اس کے دربار میں اللہ کے اذن کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کرسکتا۔ میدانِ حشر میں اگرچہ نیک بندوں کو اللہ کی طرف سے یہ اعزاز حاصل ہوگا کہ وہ سفارش کرسکیں مگر انہی کے بارے میں جن کے بارے میں اللہ کا اذن ہوگا' اور وہ کوئی غلط سفارش نہ کرسکیں گے۔ بلکہ اتنی ہی بات کریں گے جتنی اللہ انہیں اجازت دے گا۔

آخر میں فرمایا: "اور اس کی کبریائی کا اعلان کرو جیسے کہ اس کی کبریائی کا حق ہے۔"

ایک ہے زبان سے اللہ اکبر کہنا۔ اللہ کی کبریائی کا زبانی اعلان بھی یقیناً بہت بڑے اجر وثواب کا ذریعہ ہے لیکن اس کی بڑائی کا اعلان کرو جیسا کہ اس کا حق ہے' میں یہ بات مضمر ہے کہ انفرادی سطح پر تو تمہیں تکبیر کہتے رہنا ہے لیکن اجتماعی سطح پر اس تکبیر کی عملی شکل یہ ہے کہ رب کی دھرتی پر رب کا نظام قائم ہو' تاکہ واقعتاً اللہ کی بڑائی عملاً قائم ہو جائے۔

(آئندہ خطبہ جمعہ میں سورۃ الکھف کا آغاز ہوگا)

**پریس ریلیز**

# دجالی فتنے کا سدِّ باب

زندگی کے کسی بھی گوشے میں اللہ کی بجائے کسی اور کی حاکمیت کو تسلیم کرنا فتنے کو جنم دیتا ہے۔ آج پوری دنیا مادہ پرستی کے جس سیلاب میں بہہ رہی ہے وہ دجالی فتنہ ہی کی ایک صورت ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی پاکستان کے امیر جناب حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام' باغ جناح لاہور میں اپنے خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ حدیث نبوی کے مطابق ایک وقت ایسا آئے گا جب کسی مسلمان کے لئے اپنے ایمان پر کاربند رہنا اتنا ہی مشکل ہو جائے گا جیسا کہ ہاتھ کی ہتھیلی پر دہکتے ہوئے انگارے کو برداشت کرنا۔ ایسے حالات میں صرف وہی لوگ اپنے ایمان کی حفاظت کرسکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے پر یقین رکھتے ہوں اور اسباب و وسائل پر بھروسہ کرنے کی بجائے اللہ کی ذات پر توکل کرنے والے ہوں۔ آج کے مادہ پرستانہ دور میں ایمان کے اس معیار پر پورا اترنا آسان نہیں ہے۔ اس حوالے سے قرآن مجید میں اصحاب کہف کا واقعہ خاص طور پر غور وفکر کے لائق ہے۔ اللہ کو ماننے والے چند نوجوان اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے ایک جابر بادشاہ کے سامنے اپنے ایمان پر ڈٹ گئے تو اللہ نے ان کی مدد کا کیسا سامان فراہم کیا۔ حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا صلبی بیٹا قرار دے کر پال نے عیسائیت کی شکل مسخ کر دی جس کے نتیجے میں آج کی پوری تہذیب جس کا امام مغرب ہے' مذہب سے بالکل عاری اور اللہ سے باغی ہو چکی ہے۔ اگرچہ مغرب نے مادی اسباب اور دنیاوی آسائشوں کے حصول میں بہت زیادہ ترقی کر لی ہے لیکن اس تہذیب کا جسد روح سے خالی ہے گویا دجال کی مانند یہ تہذیب بھی صرف ایک ہی آنکھ رکھتی ہے۔ توحید اور انسانی زندگی کے روحانی و معاشرتی پہلوؤں سے اس یک چشمی تہذیب کا کوئی تعلق نہیں رہا۔

ان حالات میں اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ ہم اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی کے ہر معاملے میں اللہ کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ کر جالیت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ امت مسلمہ پر جو آزمائشیں یکے بعد دیگرے آ رہی ہیں ان سب سے نبٹنے کا واحد راستہ یہی ہے کہ ہم اللہ کے حکم پر چلیں اور اس کے دامن کو تھام لیں۔ اپنی قومی زندگی کے موسم خزاں سے گزرتے ہوئے سرکاری سرپرستی میں جشن بہاراں منانا ہمیں قطعاً زیب نہیں دیتا۔ آج پوری قوم جس شدید قسم کی مایوسی' بددلی اور ذہنی اضطراب کا شکار ہے اس سے نکلنے کے لئے ہمارے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ ہم اجتماعی توبہ کی طرف متوجہ ہوں اور نہ صرف اپنی ذات پر بلکہ اس سے آگے بڑھ کر معاشرے اور ملکی سطح پر شریعت کے نفاذ کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ امریکہ اور اسلام دشمن عالمی طاقتوں کے مقابلے میں کائنات کی عظیم ترین طاقت یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد کے حصول کا یہی واحد راستہ ہے۔

علمی وفکری اور دعوتی وتحریکی کاوشوں کا نچوڑ
علمی خطوط کی نشان دہی
**دعوت رجوع الی القرآن**
اعلیٰ ایڈیشن 100 روپے

حدیث قدسی: "الصوم لی وانا اجزی بہ"
میں مضمر حکمت دین کے اصولوں کی شرح
**عظمت صوم**
10 روپے

دعوت رجوع الی القرآن کی اساسی اور مقبول عام دستاویز جس کا
انگریزی' عربی' فارسی اور سندھی میں ترجمہ ہو چکا ہے
**مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق**
اشاعت خاص 20 روپے' اشاعت عام 10 روپے

بعثت انبیاء کا اساسی مقصد بعثت محمدیؐ کی اتمامی وتکمیلی شان
**نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت**
اشاعت خاص 36 روپے' اشاعت عام 15 روپے

# سانحۂ کربلا

یہ مضمون محترم بانی تنظیم کی اس طویل تحریر کا ایک اقتباس ہے جو ''سانحۂ کربلا کا تاریخی پس منظر'' کے عنوان سے ماہنامہ ''میثاق'' کے شمارے بابت دسمبر 1981ء میں اور بعدازاں ''ہجری سالِ نو اور سانحۂ کربلا'' کے عنوان سے کتابچے کی صورت میں بھی چھپا تھا۔

اب آیئے! حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے موقف کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اہل سنت اس معاملے میں یہ رائے رکھتے ہیں کہ پوری نیک نیتی سے آنجناب ؓ یہ سمجھتے تھے کہ اسلام کے شورائی اور جمہوری مزاج کو بدلا جا رہا ہے۔ حالات کے رُخ کو اگر ہم نے تبدیل نہ کیا تو وہ خالص اسلام جو حضرت محمد ﷺ لے کر آئے تھے اور وہ کامل نظام جو حضور ﷺ نے قائم فرمایا تھا' اس میں کجی کی بنیاد پڑ جائے گی۔ لہٰذا اسے ہر قیمت پر روکنا ضروری ہے۔ یہ رائے ان کی تھی اور پوری نیک نیتی سے تھی۔ پھر شہر کوفہ کے لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے برابر ان کو پیغامات بھیج رہے تھے اور کوفیوں کے خطوط سے حضرت حسین ؓ کے پاس بوریاں بھر گئی تھیں۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ کوفہ صرف ایک شہر نہیں تھا بلکہ اس کی سیاسی اور فوجی حیثیت سے بڑی اہمیت تھی۔ لہٰذا آنجناب ؓ کی رائے تھی کہ اہالیانِ کوفہ کے تعاون سے وہ حالات کا رخ صحیح جانب موڑ سکتے ہیں۔ میں عرض کر چکا ہوں کہ ایسے تمام معاملات اجتہادی ہوتے ہیں۔ اس رائے میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بھی شریک تھے کہ ولی عہدی کی جو رسم پڑ گئی ہے وہ اسلام کے مزاج سے مطابقت نہیں رکھتی۔ لیکن وہ آگے جا کر اختلاف کرتے ہیں۔ ان کا اختلاف تھا کامیابی کے امکانات کے بارے میں وہ کوفہ والوں کو قطعی ناقابل اعتبار سمجھتے تھے۔ ظاہر بات ہے کہ کسی اقدام سے پہلے خوب اچھی طرح جائزہ لینا ہوتا ہے کہ اقدام کے لئے جو وسائل و ذرائع ضروری ہیں' وہ موجود ہیں یا نہیں۔ نبی اکرم ﷺ اور اہل ایمان پر قتال مکے میں فرض نہیں ہوا تھا بلکہ مدینہ میں ہوا جبکہ اتنی قوت بہم پہنچ گئی تھی کہ قتال سے اچھے نتائج کی توقع کی جا سکے۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کی مخلصانہ رائے تھی کہ کامیاب اقدام کے لئے جو اسباب درکار ہیں وہ فی الوقت موجود نہیں ہیں۔ لہٰذا وہ حضرت حسین ؓ کو کوفہ والوں کی دعوت قبول کرنے اور وہاں جانے سے باصرار و الحاح منع کرتے رہے۔ لیکن حضرت حسین ؓ کی رائے یہ تھی کہ کوفہ والوں کی دعوت قبول کرنی چاہئے اصل معاملہ یہ تھا کہ جو سچا انسان ہوتا ہے وہ اپنی سادگی اور شرافت میں دوسروں کو بھی سچا ہی سمجھتا ہے۔ اور اپنی صداقت کی بنیاد پر دوسروں سے بھی حسن ظن رکھتا ہے۔ کوفہ کوئی معمولی شہر نہیں تھا۔ انتہائی Strategic مقام پر کوفہ واقع تھا۔ یہ سب سے بڑی چھاؤنی تھی جو حضرت عمر فاروق ؓ کے دور میں قائم کی گئی تھی۔ اس لئے کہ یہ وہ مقام ہے جس سے اس شاہراہ کا کنٹرول ہوتا ہے جو ایران اور شام کی طرف جاتی ہے لہٰذا حضرت حسین ؓ یہ رائے رکھتے تھے کہ اگر کوفہ کی عظیم اکثریت ان کا ساتھ دینے کے لئے آمادہ ہے جیسا کہ ان کے خطوط سے ظاہر ہوتا ہے جس کے ذریعے اسلامی نظام میں جو تبدیلی لائی جا رہی ہے اس کا ازالہ کیا جا سکتا ہے اور اس کا راستہ روکا جا سکتا ہے۔ لیکن اس رائے سے اختلاف کر رہے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر بھی۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ یہ اختلاف بھی معاذ اللہ بدنیتی پر مبنی نہیں تھا۔ وہ بھی یعنی حضرت حسین بھی اور یہ یعنی تینوں عبادلہ بھی نیک نیت تھے۔ ان تینوں حضرات نے لاکھ سمجھایا کہ آپ کوفہ والوں پر ہرگز اعتماد نہ کیجئے۔ یہ لوگ قطعی بھروسے کے لائق نہیں ہیں۔ یہ لوگ جو کچھ آپ کے والد بزرگوار کے ساتھ کرتے رہے ہیں' اس کو یاد کیجئے۔ جو کچھ آپ کے برادر محترم کے ساتھ کر چکے ہیں اس کو پیش نظر رکھئے۔ یہ عین ممکن ہے کہ ان کے دل آپ ؓ کے ساتھ ہوں لیکن ان کی تلواریں آپ ؓ کی حمایت میں نہیں اٹھیں گی بلکہ معمولی خوف' دباؤ یا لالچ سے آپ کے خلاف اٹھ جائیں گی۔ لیکن حضرت حسین ؓ کا ایک فیصلہ ہے جس پر وہ کمال استقامت کے ساتھ عمل پیرا ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس معاملہ میں فرمانِ خداوندی اور سنت رسول ﷺ پر عمل کر رہے ہیں یعنی ﴿فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾ ''یعنی پہلے خوب غور کر لو سوچ لو' امکانات کا جائزہ لے لو۔ تدبیر کو بروئے کار لانا ضروری ہے۔ ساز و سامان کی فراہمی ضروری ہے۔ یہ بھی دیکھو کہ جو صورتِ حال (Situation) فی الواقع درپیش ہے اس کے تقاضے پورے کرنے کی اہلیت ہے یا نہیں۔ لیکن جب ان مراحل سے گزر کر ایک فیصلہ کر لو تو اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے اقدام کرو۔ ﴿فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾ یہ رہنمائی ہے قرآن و سنت میں۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت حسین ؓ نے Assessment میں غلطی کی لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے کسی بدنیتی یا حکومت واقتدار کی طلب میں یہ کام کیا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ اہل سنت کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں ہے۔ میں ذاتی طور پر اس بات سے کھلم کھلا اور سر عام اعلان برأت کرتا ہوں۔ اگر کسی کو یہ شک و شبہ یا غلط فہمی ہو کہ معاذ اللہ میری یہ رائے ہے کہ حضرت حسین ؓ کے اس اقدام میں کوئی نفسانیت یا کوئی ذاتی غرض تھی تو میں اس سے بالکلیہ بری ہوں الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ کسی کی یہ رائے اگر ہو تو جان لیجئے کہ اہلِ سنت کے جو مجموعی اور مجمع علیہ عقائد ہیں ان میں یہ بات شامل ہے کہ حضرت حسین ؓ کے اقدام اور مشاجرات صحابہ ؓ کے ضمن میں کسی صحابیٔ رسول ؐ پر بدنیتی اور نفسانیت کا حکم لگانے سے ایمان میں خلل واقع ہوگا۔ بلا تخصیص ہم تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو عدول مانتے ہیں۔ البتہ معصوم کسی کو نہیں مانتے اور ہر ایک سے خطاءِ اجتہادی کے احتمال و امکان کو تسلیم کرتے ہیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نیک نیتی سے ایک رائے تھی۔ نیک نیتی ہی سے ایک اندازہ (Assessment) تھا اور جب اس پر انشراح ہو گیا تو دین ہی کے لئے عزیمت تھی جب ولی عہدی کی بیعت کا مسئلہ مدینہ منورہ میں پیش ہوا تھا تو حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ وہاں سے مکہ مکرمہ چلے گئے تھے۔ حضرت حسین ؓ نے بھی ایسا ہی کیا۔ چند حضرات کی رائے یہ تھی کہ مکہ مکرمہ ہی کو Strong-Hold اور اصل Base بنایا جائے اور اس ولی عہدی کے خلاف رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لئے اپنی قوتوں کو مجتمع کیا جائے۔ ابھی اس سلسلہ میں کوئی مؤثر کام شروع نہیں ہو سکا تھا کہ حضرت امیر معاویہ ؓ کا انتقال ہو گیا اور بحیثیت ولی عہد حکومت امیر یزید کے ہاتھ میں آ گئی۔ جس کے بعد کوفہ والوں نے خطوط بھیج بھیج کر حضرت حسین ؓ کو اپنی وفاداری اور آپ ؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے جدوجہد اور اقدام کا یقین دلایا۔ آنجناب ؓ نے تحقیق حال کے لئے اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل ؓ کو کوفہ بھیجا۔ ان کی طرف سے بھی اطلاعات یہی موصول ہوئیں کہ اہل کوفہ بدل و جان ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں۔ حضرت حسین ؓ نے کوفہ کے سفر کا ارادہ کر لیا اور کوچ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ دونوں نے بہت سمجھایا کہ مکہ سے نہ نکلئے۔ یہ دونوں

حضرات یہ کہتے ہوئے رو پڑے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جس طرح امیر المومنین حضرت عثمانؓ کو ان کے گھر والوں کے سامنے ذبح کر دیا گیا۔ اسی طرح آپؓ کے اہل وعیال کے سامنے آپؓ کو بھی ذبح کر دیا جائے۔ جب حضرت حسینؓ نے کوچ کیا ہے تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ ان کی سواری کے ساتھ دوڑتے ہوئے دور تک گئے ہیں اور اصرار کرتے رہے ہیں کہ خدا کے لئے باز آجایئے اور اگر جانا ہی ہے تو خواتین اور بچوں کو تو ساتھ لے کر نہ جایئے۔ اور یہ عبداللہ بن عباسؓ کون ہیں! رشتے میں ایک جانب سے حضرت حسینؓ کے چچا لگتے ہیں تو دوسری طرف نانا۔ اس لئے کہ والد یعنی حضرت علیؓ کے چچازاد بھائی ہیں اور نانا یعنی نبی اکرم ﷺ کے بھی چچازاد بھائی ہیں! لیکن اس وقت محبت سے مغلوب ہو کر کہہ رہے ہیں' اے ابن عم! خدا کے لئے باز آجاؤ یا کم از کم ان عورتوں اور بچوں کو مکہ مکرمہ ہی میں چھوڑ جاؤ۔ لیکن نہیں' دوسری جانب عزیمت کا ایک کوہ گراں ہے' پیکر شجاعت ہے۔ سراپا استقامت ہے۔ نیک نیتی سے جو فیصلہ کیا ہے۔ اس پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد راستے میں جب اطلاع ملی کہ حضرت مسلم بن عقیلؓ جو ایلچی اور تحقیق کنندہ کی حیثیت سے کوفہ گئے تھے وہاں شہید کر دیئے گئے اور کوفہ والوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی۔ سب کے سب نے گورنر کوفہ کے سامنے حکومت وقت کے ساتھ وفاداری کا عہد استوار کر لیا ہے تو حضرت حسینؓ نے سوچنا شروع کیا کہ سفر جاری رکھا جائے یا مکہ واپسی ہو۔ لیکن ذہن میں رکھئے کہ ہر قوم کا ایک مزاج ہوتا ہے جو انسان کی شخصیت کا جزو لاینفک ہوتا ہے۔ عرب کا مزاج یہ تھا کہ خون کا بدلہ لیا جائے خواہ اس میں خود اپنی جان سے بھی کیوں نہ ہاتھ دھونے پڑیں۔ چنانچہ حضرت مسلمؓ کے عزیز رشتہ دار کھڑے ہو گئے کہ اب ہم ان کے خون کا بدلہ لئے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔ حضرت حسینؓ کی شرافت اور مروّت کا تقاضا تھا کہ وہ ان لوگوں کا ساتھ نہ چھوڑیں جو ان کے مشن میں ان کا ساتھ دینے کے لئے نکلے تھے۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ مسلم بن عقیل کے خون ناحق کا بدلہ لینے کے عزم کا اظہار کرنے والوں کا ساتھ یہ پیکر شرافت و مروّت نہ دیتا۔ لہٰذا سفر جاری رہا۔ اسی دوران حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ جو چچازاد بھائی ہیں' ان کے بیٹے حضرت عون اور حضرت محمد ان کا پیغام لے کر آئے ہیں'' کہ خدا کے لئے اُدھر مت جاؤ''۔ لیکن فیصلہ اٹل ہے۔ ان دونوں کو بھی ساتھ لیتے ہیں اور سفر جاری رہتا ہے حتیٰ کہ قافلہ دشت کربلا میں پہنچ گیا۔ اُدھر کوفہ سے گورنر ابن زیاد کا لشکر آ گیا یہ لشکر ایک ہزار افراد پر مشتمل تھا اور اس کو صرف ایک حکم تھا کہ وہ حضرت حسین کے سامنے یہ دو صورتیں پیش کرے کہ آپؓ نہ کوفہ کی طرف جا سکتے ہیں نہ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ کی طرف مراجعت کر سکتے ہیں۔ ان دونوں سمتوں کے علاوہ جدھر آپ جانا چاہیں اس کی اجازت ہے۔ [redacted] کو اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ یہ تیسرا راستہ کون سا ہو سکتا تھا! وہ راستہ تھا دمشق کا۔ لیکن افسوس کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اسے اختیار نہ کیا بلکہ آپؓ وہیں ڈٹے رہے۔ اب عمرو بن سعد کی قیادت میں مزید چار ہزار کا لشکر کوفہ سے پہنچ گیا۔ اور یہ عمرو بن سعد کون تھے؟ افسوس کہ ان کے نام کو گالی بنا دیا گیا ہے۔ یہ تھے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فاتح ایران اور یکے از عشرہ مبشرہ کے بیٹے جن کی حضرت حسینؓ کے ساتھ قرابت داری بھی ہے وہ بھی مصالحت کی انتہائی کوشش کرتے ہیں اور گفت و شنید جاری رہتی ہے۔ اب حضرت حسینؓ کی طرف سے تین صورتیں پیش ہوتی ہیں یعنی یہ کہ ''یا مجھے مکہ مکرمہ واپس جانے دو۔ یا مجھے اسلامی سرحدوں کی طرف جانے دو تاکہ میں کفار کے خلاف جہاد و قتال میں اپنی زندگی گزار دوں۔ یا میرا راستہ چھوڑ دو۔ میں دمشق چلا جاؤں۔ میں یزید سے اپنا معاملہ خود طے کر لوں گا۔'' لیکن اب گھیرا تنگ ہو گیا ہے۔ اور صورت حال یکسر بدل گئی ہے۔ اور یہ بھی خوب جان لیجئے کہ اس کی اصل وجہ کیا ہے؟ حضرت حسینؓ نے میدان کربلا میں ابن زیاد کے بھیجے ہوئے لشکروں کے سامنے جو خطبات دیئے اس میں انہوں نے بھانڈا پھوڑ دیا کہ میرے پاس کوفیوں کے خطوط موجود ہیں جنہوں نے مجھے یہاں آنے کی دعوت دی تھی۔ انہوں نے اس کوفی فوج کے بہت سے سرداروں کے نام لے کر فرمایا: ''اے فلاں ابن فلاں! یہ تمہارے خط ہیں کہ نہیں؟ جن میں تم نے مجھ سے بیعت کرنے کے لئے مجھے کوفہ آنے کی دعوت دی تھی' جس پر وہ لوگ براءت کرنے لگے کہ نہیں ہم نے یہ خطوط نہیں بھیجے۔ اب ان کی جان پر بنی ہوئی تھی چونکہ مصالحت کی صورت میں حکومت وقت سے ان کی غداری کا جرم ثابت ہو جاتا۔ جنگ جمل اور جنگ صفین کے واقعات یاد کیجئے۔ جہاں بھی مصالحت کی بات ہوگی' وہاں وہی سبائی فتنہ آڑے آئے گا جو اس سارے انتشار و افتراق اور خانہ جنگیوں کا بانی رہا ہے۔ مصالحت کی صورت میں تو ان کا کچا چٹھا کھل جاتا اور معلوم ہو جاتا کہ دوستی کے پردوں میں رہ کر کون دشمنی کرتا رہا ہے اور وہ کون ہیں جو سادہ لوح عوام کو دھوکا دے کر اور خواص کو بہلا پھسلا کر مسلمان کو مسلمان کے خلاف محاذ آرا کرتے آ رہے ہیں۔ حضرت حسینؓ کے پاس کوفیوں کے بوریاں بھرے خطوط تھے۔ مفاہمت کی صورت میں جب یہ سامنے آتے تو ان کا حشر کیا ہوتا۔ اس کو اچھی طرح آج بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان سرداروں اور ان کے حواریوں نے مصالحت و مفاہمت کا سلسلہ جاری رہنے نہیں دیا اور عمرو بن سعد کو مجبور کر دیا کہ وہ حضرت حسینؓ کے سامنے یہ شرط پیش کرے کہ یا تو غیر مشروط طور پر surrender کیجئے۔ ورنہ جنگ کیجئے۔ یہ سازشی لوگ حضرت حسینؓ کے مزاج سے اتنے ضرور واقف تھے کہ ان کی غیرت و حمیت غیر مشروط طور پر حوالگی کے لئے تیار نہیں ہوگی اور فی الواقع ہوا بھی یہی۔ یہاں یہ جان لیجئے کہ معاملہ تھا حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا' ان کی غیرت' ان کی حمیت' ان کی شجاعت اس توہین و تذلیل کو ہرگز گوارا نہ کر سکتی تھی۔ لہٰذا انہوں نے غیر مشروط surrender کرنے سے انکار کر دیا اور مسلح تصادم ہو کر رہا۔ جس کے نتیجے میں سانحہ کربلا واقع ہوا۔ داد شجاعت دیتے ہوئے آپؓ کے ساتھی شہید ہوئے۔ آپؓ کے اعزہ و اقارب نے اپنی جانیں نچھاور کیں اور آپؓ نے بھی تلوار چلاتے ہوئے اور دشمنوں کو قتل کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ ہے اصل حقیقت اس سانحہ فاجعہ کی۔ اصل سازشی ذہن کو پہچانئے۔ جیسے حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان اختلاف کا افسانہ جس نے بھی تراشا ہے بڑی عیارانہ مہارت سے تراشا اور گھڑا ہے۔ اس افسانے سے حقائق گم کر دیئے گئے ہیں۔ اب ہوتا یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ اصل مجرم کو Pin-Point کیا جائے۔ کوئی حضرت عثمانؓ کو تنقید کا ہدف بناتا ہے تو کوئی حضرت علیؓ کو۔ اس طرح یہ دونوں فریق ان سازشی سبائیوں کے آلۂ کار بنے ہوئے ہیں۔ اس لئے کہ حضرت عثمانؓ کی شخصیت مجروح ہوتی ہے تو بھی ان کا کام بنتا ہے اور حضرت علیؓ کی ذاتِ گرامی مجروح ہوتی ہے تو بھی ان کے پو بارہ ہوتے ہیں۔ یہ عثمانؓ کون ہیں؟ یہ ہیں ذوالنورین' نبی اکرم ﷺ کے دوہرے داماد اور یکے از عشرہ مبشرہ۔ اور یہ علیؓ کون ہیں؟ آنحضور ﷺ کے تربیت یافتہ آپؐ کے چچازاد بھائی' آپؐ کے داماد' آپؐ کے محبوب اور یکے از عشرہ مبشرہ۔ ان دونوں میں سے کسی کی بھی شخصیت مجروح ہوتی ہے تو اس کی زد پڑتی ہے نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر۔ جو ان دونوں کے مزکی و مربی تھے۔ ان شخصیتوں میں اگر نقص اور عیب مانا جائے گا تو محمد رسول اللہ ﷺ کی تربیت پر حرف آئے گا اور آنحضرت ﷺ کی شخصیت مبارکہ مجروح ہوگی۔ افسوس کہ آج بھی ان سبائیوں کا کام دونوں طرف سے بن رہا ہے۔ خوب جان لیجئے کہ ایسے تمام لوگ چاہے وہ اس کا شعور رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں۔ سبائی ایجنٹ ہیں۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ ''الصحابۃ کلھم عدول''۔ کوئی بدنیتی اور نفسانیت نہ حضرت عثمانؓ میں تھی نہ حضرت علیؓ میں' نہ حضرت معاویہؓ میں تھی نہ حضرت مغیرہ بن شعبہ میں نہ حضرت عمرو بن العاص میں تھی نہ حضرت ابوموسیٰ اشعری میں نہ حضرت حسین بن علی میں تھی' نہ حضرت عبداللہ بن عباس یا عبداللہ بن عمر میں' رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ہاں ایک فتنہ تھا جس نے ہر مرحلہ پر جب بھی مصالحت و مفاہمت کی صورت پیدا ہوتی نظر آئی اس کو تارپیڈو کیا اور اس کے بجائے ایسی نازک صورت حال (Critical Situation) پیدا کر دی کہ کشت و

خون ہو۔ مسلمان ایک دوسرے کی گردنوں پر تلواریں چلائیں اور فتنہ اور بھڑکے اور حق کے سیلاب کے آگے بند باندھا جا سکے۔ اور ع "رکتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا" والی صورت ختم ہو سکے۔ چنانچہ کون انصاف پسند ایسا ہوگا جو نہ جانتا ہو کہ حضرت ذوالنورینؓ کی مظلومانہ شہادت سے لے کر کربلا کے سانحۂ فاجعہ تک مسلمانوں کی آپس میں جو مسلح آویزش رہی ہے اس میں در پردہ ان سبائیوں ہی کا ہاتھ تھا۔ مستند تواریخ اس حقیقت پر شاہد ہیں۔ البتہ ان کو نگاہ حقیقت بین اور انصاف پسندی کے ساتھ پڑھنا ہوگا۔ جنگ جمل میں حضرت علیؓ کو فتح ہوئی۔ آنجنابؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ بالکل وہی جو ایک بیٹے کو ماں کے ساتھ کرنا چاہئے۔ چالیس خواتین و حضرات صدیقہؓ کے لشکر کے معتبر ترین لوگوں کے ہمراہ پورے ادب واحترام کے ساتھ اُن کو مدینہ منورہ پہنچا دیا۔ معلوم ہوا کہ نہ ذاتی دشمنی تھی نہ بغض وعناد۔ اور اِدھر کیا ہوا! معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کیا امیر یزید نے خاندان رسالتؐ کی خواتین کو اپنی لونڈیاں بنایا؟ آخر وہ دمشق بھیجی گئی تھیں، لیکن وہاں کیا ہوا! ان کا پورا احترام کیا گیا، ان کی دلجوئی کی گئی، ان کی خاطر مدارات کی گئی۔ امیر یزید نے انتہائی تأسف کا اظہار کیا اور کہا کہ "ابن زیاد اس حد تک نہ بھی جاتا تو بھی میں اس سے راضی رہ سکتا تھا۔ کاش وہ حسینؓ کو میرے پاس آنے دیتا ہم خود ہی باہم کوئی فیصلہ کر لیتے۔" لیکن کربلا میں جو کچھ ہوا وہ اس فتنے کی وجہ سے ہوا جو کوفیوں نے بھڑکایا تھا۔ جو اپنی دو عملی اور منافقت کی پردہ پوشی کے لئے نہیں چاہتے تھے کہ مصالحت و مفاہمت کی کوئی صورت پیدا ہو۔ ان کو جب محسوس ہوا کہ ہماری سازش کا بھانڈا پھوٹ جائے گا تو انہوں نے وہ صورتِ حال پیدا کر دی جو ایک نہایت دردناک اور الم انگیز انجام پر منتج ہوئی۔

یہ سانحۂ فاجعہ انتہائی افسوس ناک تھا۔ اس سے کون اختلاف کر سکتا ہے! اس نے تاریخ پر جو گہرے اثر ڈالے ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔ اس کے کڑوے اور کسیلے پھل کا مزا اُمت چودہ سو سال سے چکھتی چلی آ رہی ہے۔ ان دو واقعات یعنی شہادتِ حضرت عثمان اور شہادتِ حسین رضی اللہ عنہما کی وجہ سے ہمارے درمیان افتراق، انتشار اور اختلاف اور باہمی دست وگریباں ہونے کی جو فضا چلی آ رہی ہے، اس پر ان لوگوں کے گھروں میں گھی کے چراغ جلتے ہیں جنہوں نے اس کی بنیاد ڈالی۔ جہاں جہاں اس کے اثرات پہنچے۔ درحقیقت کامیابی ہوئی ہے اُن کو جو دراصل ان فتنوں کی آگ کو بھڑکانے والے تھے۔ اب کوئی یزید کے نام کو گالی بنائے پھرتا ہے۔ کسی نے شمر کے نام کو گالی بنایا ہوا ہے۔ کوئی عمرو بن سعد کے نام کو گالی بنائے ہوئے ہے۔ یہاں تک بات پہنچی ہے کہ لوگ حضرت امیر معاویہؓ کی شان میں بھی توہین آمیز اور گستاخانہ انداز اختیار کرنے سے نہیں چوکتے۔ اللہ تعالیٰ ایسے سب لوگوں کو ہدایت دے اور ہمیں ان میں شامل ہونے سے بچائے اور اپنی پناہ میں رکھے۔ اور نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان مبارک کو ہمیشہ مدنظر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے کہ

**اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فبغضی ابغضھم......"**

**واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔**

گوشۂ خلافت

## خلافت عثمانیہ کے خاتمے پر یورپین لیڈروں کے تاثرات

اس میں کیا شک ہے کہ ادارۂ خلافت کے قیام کے بغیر یہ امت ایک کٹی ہوئی پتنگ کی مانند ہے جس کی کوئی سمت سفر معین ہے نہ منزل کا نشان۔ ستم بالائے ستم یہ کہ کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا۔ خواب غفلت میں مدہوش امت کو حالات کا جبر بیدار ہونے پر مجبور تو کر رہا ہے لیکن اس جانب پیش رفت کو ہرگز قابل اطمینان قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ذیل کے مضمون کو بھی سوئی ہوئی امت کو ہوش میں لانے کی ایک کوشش قرار دیا جا سکتا ہے۔

امت مسلمہ پر ہر وہ مصیبت نازل ہوئی جو قوموں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا کرتی ہے، ہر وہ عذاب اترا جو ملتوں کو غرق کر دیا کرتا ہے، ہر وہ غم مقدر ہوا جو مقدر کے ستارے کو ہمیشہ کے لئے بجھا دیا کرتا ہے، لیکن یہ امت ہر بار تازہ عزم لئے آگے بڑھتی رہی۔ اندلس سے بے دخلی کے واقعہ کو یہ امت کبھی نہیں بھلا سکے گی۔ ہلاکو خان کی برپا کی گئی "قیامت" کے ہولناک مناظر آنکھوں سے اوجھل نہیں ہو سکیں گے۔ اس امت نے ہر غم سہا مگر غم کی چادر کبھی اوڑھ کر نہیں سوئی۔ البتہ ۲۰ ویں صدی کے اوائل میں سقوط خلافت عثمانیہ کا سانحہ اس قدر شدید تھا کہ یہ امت ابھی تک بلندی کی طرف سفر کرنے کے قابل نہیں ہو سکی۔ اس اندوہ ناک موقع پر عالم اسلام پر غم ویاس کی چادر چھا گئی جب کہ دنیائے کفر محو رقص ہو گئی۔ اس کا اندازہ یورپین لیڈروں کے مندرجہ ذیل بیانات سے لگایا جا سکتا ہے۔

چرچل (۱۸۷۴ء تا ۱۹۶۴ء) اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

"بیت المقدس کو اسلام اور مسلمانوں کے غلبے سے رہائی دلانا ہم مسیحیوں اور یہودیوں دونوں کا مشترکہ خواب یا نصب العین تھا۔ لہٰذا اس کے رہا کرانے پر جو خوشی مسیحیوں کو حاصل ہوئی ہے وہ یہودیوں کی خوشی سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے۔ بہرحال ہم سب کے لئے یہ امر انتہائی طور پر خوشی کا باعث ہے کہ اب بیت المقدس اسلام اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے رہا ہو چکا ہے"۔ حرب الایام الستۃ: از چرچل، ص ۱۲۹)

برطانوی جرنیل مسٹر لبنی بیت المقدس میں بطور فاتح داخل ہوا اور یہ تاریخی جملہ کہا:

"آج صلیبی جنگوں کا خاتمہ ہوا ہے"۔ (مجلۃ الطلیعۃ القاہریہ، شمارہ دسمبر ۹۶ء)

مسٹر لبنی کو برطانوی پریس نے صلیبی جنگوں کا فاتح کے لقب سے نوازا۔

فرانسیسی جرنیل مسٹر گورو شام فتح کر لینے کے بعد دمشق پہنچا اور غازی صلاح الدین ایوبی کی قبر کو لات مارتے ہوئے کہا:

"او صلاح الدین! اٹھ، ہم اپنی شکستوں کا بدلہ لے چکے ہیں اور تیری سرزمین پر بطور فاتح لوٹ آئے ہیں"۔ (القومیہ والغزو الفکری، ص ۸۴)

سلطنت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد اتحادی فوجوں نے جب ترکیہ کو خالی کیا اور برطانوی حکومت پر زبردست تنقید کی جانے لگی تو اس وقت کے برطانوی وزیر خارجہ نے جو جواب دیا وہ یہ تھا:

"ہم نے مسلم ترکیہ کو اب ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے۔ آج کے بعد ہم نے مسلم ترکیہ کی کوئی ایک ٹانگ بھی صحیح وسالم نہیں رہنے دی، جس کی قوت وطاقت کی اساس پر وہ اپنا اسلامی تشخص قائم رکھ سکتی۔ مسلم ترکیہ کی قوت وطاقت اور شان وشوکت کا راز دو چیزوں میں پوشیدہ تھا اور ہم نے ان دونوں چیزوں کو ختم کر دیا ہے۔ یہ چیزیں تھیں: اسلام اور خلافت"۔ (کیف ھدمت الخلافۃ، ص ۱۹۰)

مندرجہ بالا اقتباسات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام، مسلمانوں اور خلافت کے بارے میں کفر کے عزائم کیا ہیں۔ دنیائے کفر کے منصوبہ سازوں نے ایک منصوبے کے تحت مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کئے اور پھر موقع ملتے ہی "خلافت" کے بخئے ادھیڑ کر رکھ دیئے۔

عہد حاضر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ عالم اسلام میں یورپین سازشوں اور منصوبوں سے آگاہ رہنے کے لئے تحریک برپا کی جائے۔

معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے کی روش ترک کی جائے اور عالمی سطح پر خلافت کے قیام کے لئے ہر ممکن سعی کی جائے۔

(نوٹ: اس مضمون کو لکھنے کے لئے علامہ جلال العالم کی عربی کتاب، جس کا ترجمہ قاضی ابوسلمان محمد کفایت اللہ نے "اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یورپی سازشیں" کے نام سے کیا ہے، سے مدد لی گئی ہے۔)

(تحریر: حافظ سعید احمد)

# سوئی کا ناکا

**عباس اطہر**

راہ عشق دا سوئی دا نکا
دھاگہ ہوویں تے جاویں
(عشق کا راستہ سوئی کا ناکا ہے دھاگا بنو گے تو گزر سکو گے)

امریکہ سے ہمارے عشق کی کیفیت کو شاید ہی اس سے بہتر انداز میں بیان کیا جا سکتا ہو۔ قیام پاکستان کے بعد ہم نے اپنی نجات اور بقا کے لئے روس کو نظر انداز کر کے امریکہ کا ہاتھ تھاما۔ ہمیں گندم اور ہتھیار ملے' نہر سویز کی جنگ میں ہم نے اپنے آپ کو دھاگا ثابت کیا۔ صدر ایوب خان نے "فرینڈز ناٹ ماسٹرز" کا نعرہ لگا کر تاثر دینا چاہا کہ ہم دھاگا نہیں رہے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے چین کی راہ دکھائی۔ خود ایوب خان بھی اُس دور میں امریکہ مخالف لیڈروں صدر سوکارنو اور صدر ناصر کے ساتھ تصویروں میں دکھائی دیتے رہے۔ **1965**ء کی جنگ میں امریکہ نے ہماری حیثیت جتلائی اور پھر تاشقند کا راستہ دکھایا۔ **1971**ء کی جنگ میں ہم امریکی بحری بیڑے کے انتظار میں آدھا ملک گنوا بیٹھے۔ کہا جاتا ہے کہ امریکہ نے مغربی پاکستان کو بچا لیا۔ بھٹو مرحوم اُس وقت سلامتی کونسل کے اجلاس میں شرکت کے لئے نیویارک میں تھے۔ انہوں نے نکسن کو دھاگے کی افادیت سے قائل کیا اور یحییٰ خان کی جگہ سول ایڈمنسٹریٹر بن کر نئے پاکستان کے حکمران بن گئے۔ وہ اونچے خواب دیکھنے کے عادی تھے اور مسلمان دنیا کو تیسری عالمی طاقت بنانے کے خواہشمند تھے۔ انہوں نے شاہ فیصل اور صدر قذافی کو اپنا ہمنوا بنا لیا۔ لاہور میں ایک شاندار اسلامی سربراہی کانفرنس منعقد کی۔ عربوں کو تیل کا ہتھیار استعمال کرنے کی راہ دکھائی پھر ایٹمی پروگرام کی بنیاد رکھ دی۔ ممکن ہے جب ان کے گلے میں پھانسی کا رسہ ڈالا گیا ہو' انہیں احساس ہوا ہو کہ رسے والوں کے سامنے دھاگے کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ جنرل ضیاء الحق بھی دھاگا بن کر اقتدار میں آئے۔ انہوں نے افغانستان پر روسی قبضے کے بعد اپنے آپ کو اہم دھاگا ثابت کیا۔ امریکہ نے اپنے کام نکلنے کے بعد یہ دھاگا بھی توڑ دیا کیونکہ ضیاء الحق روس کی شکست کو اپنی فتح سمجھ کر سوئی کے ناکے سے ہیر پھیر کرنے لگے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کو دو مرتبہ دھاگا بننے کا موقع دیا گیا۔ مگر وہ عشق کی منزلیں طے نہیں کر سکیں۔ حال میں بے نظیر صاحبہ نے بڑے فخر سے دعویٰ کیا ہے کہ وہ میزائل پروگرام کی "ماں" ہیں۔ میاں نواز شریف نے ایٹمی دھماکے کر کے امریکہ کو ناراض کر لیا۔ یہ دونوں دھاگے مختلف انداز میں اپنی اپنی سزا بھگت رہے ہیں اور ان پر وطن کی سرزمین تنگ ہے۔

عشق کی اس راہ کے موجودہ مسافر صدر پرویز مشرف ہیں۔ امریکہ میں گیارہ ستمبر کی دہشت گردی کے بعد انہوں نے سوئی کے ناکے سے گزر کر دکھایا۔ القاعدہ اور طالبان کے خلاف امریکی جنگ میں وہ فرنٹ لائن اتحادی بنے۔ پاکستان کے ایئرپورٹ امریکی فضائیہ اور ایف بی آئی کے لئے کھول دیئے۔ امریکہ ایک طرف پاکستان پر تحسین کے پھول نچھاور کرتا رہا' دوسری طرف خفیہ طریقے سے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے خلاف گواہیاں جمع کرنے میں مصروف رہا۔ صدر مشرف **12** اکتوبر **1999**ء کو برسر اقتدار آئے۔ ایٹمی پھیلاؤ کی شہادتیں **2003**ء تک پھیلی ہوئی ہیں جن میں شمالی کوریا جانے والے ایک پاکستانی طیارے کی تصویر بھی شامل ہے۔ ہمارے صدر صاحب کا یہ گلہ بجا ہے کہ امریکہ کو ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی سرگرمیوں کا پہلے سے علم تھا تو اس نے معلومات فراہم کرنے میں دیر کیوں کی۔ یہ بھی شبہ کیا جا سکتا ہے کہ جس انڈر ورلڈ اور بلیک مارکیٹ کا ذکر کیا جاتا ہے متعلقہ امریکی ادارے خود اس کا حصہ بنے ہوں اور ترغیب یا لالچ دینے میں بنیادی کردار ادا کیا ہو۔ جس نیٹ ورک کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ملائیشیا اور دبئی میں بھی آپریٹ ہو رہا تھا' اس کے بارے میں یہ شک کرنے کی بھی گنجائش ہے کہ اس کے روح رواں خود امریکی کارندے ہوں گے۔ کتنی دلچسپ بات یہ ہے کہ امریکہ پاکستان کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے خلاف چارج شیٹ بھی تیار کرتا رہا۔ آخر میں اس نے سارا پلندہ صدر پرویز مشرف کے سامنے پھینک دیا ہے اور ساتھ ہی صدر مشرف کے اس بیان کی تردید کی ہے کہ معلومات فراہم کرنے میں دیر کیوں کی گئی۔ امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان رچرڈ باؤچر کا کہنا ہے کہ امریکہ کئی برس سے جوہری اسلحہ اور ٹیکنالوجی کے پھیلاؤ سے متعلق معلومات میں شرکت کرتا رہا ہے۔ صدر پرویز مشرف نے اپنے طور پر اقدامات کر کے مسئلے کی سنگینی کو کم کرنے کی کوشش کی ہے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان غیر اعلانیہ طور پر نظر بند ہیں اور ان کے مبینہ شریک کار باضابطہ طور پر حکومت کی حراست میں تفتیش بھگت رہے ہیں۔ مسئلہ اپنی جگہ موجود ہے۔ "نیوز ویک" کا کہنا ہے کہ صدر پرویز مشرف نے گزشتہ دنوں میں اپنی طرف آنے والی گولی کو غچہ دے دیا ہے لیکن اب ایٹمی پھیلاؤ کا معاملہ آر پی جی (راکٹ سے داغا جانے والا گرینڈ) کے روپ میں ان کی طرف بڑھ رہا ہے۔ امریکی جریدے کے مطابق صدر مشرف کو پارلیمنٹ میں اسلامی انتہا پسندوں سے خطرہ ہے نہ عوام سے بلکہ اپنی فوج سے ہے جس نے ڈاکٹر قدیر سے جنرل مشرف کے سخت سلوک پر سوال اٹھانا شروع کر دیئے ہیں۔ لگتا ہے کہ خیالی خطروں کی نشاندہی کر کے امریکہ صدر پرویز مشرف کو تسلی دینا چاہتا ہے کہ اس کا اصل نشانہ ملک یا حکمران نہیں' افراد ہیں۔ گزشتہ روز نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی میں تقریر کرتے ہوئے صدر بش نے ایران' لیبیا اور شمالی کوریا کا نام لے کر کہا کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے "بدمعاش ممالک" کو میٹریل فراہم کیا۔ انہوں نے "ملزموں کا تعاقب کرنے' سراغ لگانے' سزا دینے' میٹریل قبضے میں لینے اور اثاثے منجمد کرنے کا بھی عزم ظاہر کیا ہے۔ شروع شروع میں امریکہ نے اسامہ بن لادن اور صدام حسین کو بھی اپنے انفرادی ملزم قرار دیا تھا۔ جب عمل کا وقت آیا تو پتہ چلا کہ افغانستان اور عراق نشانے پر تھے۔ امریکہ کے اصل فیصلے ہمیشہ بعد میں افشا ہوتے ہیں' اس لئے ہمیں یہ فرض کر کے مطمئن نہیں ہونا چاہئے کہ بات ڈاکٹر قدیر' ان کے سائنسدان اور دوسرے ساتھیوں' انڈر ورلڈ یا کسی نیٹ ورک تک محدود ہے۔ بلکہ بات کچھ اور ہے اور سوئی کے ناکے پر اصل امتحان صدر پرویز کا ہے' جنہوں نے ابھی تک عشق کی راہ میں چمک کی مثالیں قائم کی ہیں۔


ڈاکٹر صاحب کے دو خطبات کا مجموعہ

**اسلام میں عورت کا مقام**

اشاعت خاص 60 روپے' اشاعت عام 30 روپے

# میرا تصورِ پاکستان

**ایوب بیگ مرزا**

''کمزورادارتی کنٹرول سسٹم کی وجہ سے پولیس' عدلیہ' محکمہ آبپاشی اور محکمہ مال نے عوام کی زندگی اجیرن کر دی ہے۔ عوام کے عدم اعتماد کی وجہ سے عدلیہ اور پولیس کے ریاستی ادارے اپنی ساکھ ختم کر چکے ہیں اور یہ ملک میں عوامی تحفظ اور امن عامہ کی خرابی میں براہ راست اپنا رول ادا کر رہے ہیں۔ عوام اور حکمرانوں میں وسیع خلیج حائل ہے۔ بدعنوانی ایک عظیم خطرہ بن چکی ہے اور حکومتی نظام تباہی کے گڑھے کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ اس کے نتیجہ میں سرمایہ کاری' نہیں ہو رہی اور ترقی کے لئے دستیاب وسائل کی عدم فراہمی معیشت کے زوال کا باعث بن رہی ہے۔ غربت بڑھ رہی ہے اور پاکستان تیزی سے اپنے ہی عوام کے لئے غیر متعلق ہوتا جا رہا ہے۔ جس سے ریاست کا قانونی جواز خطرے میں پڑ رہا ہے۔ اگر ہم قومی یکجہتی میں مخلص ہیں تو ہمیں صوبوں کو اکٹھا رکھنے کے لئے جرأت مندانہ فیصلے کرنے ہوں گے اور موجودہ ڈویژنوں کو صوبے بنانا ہوگا اور ترقیاتی فنڈز کی تقسیم کا فارمولا بدلنا ہوگا۔ دریائے سندھ کے پانی کی منصفانہ تقسیم کرنا ہوگی اور سرکاری ملازمتوں میں کوٹہ سسٹم کا خاتمہ لازمی ہے۔ نظامِ تعلیم کی اصلاح کرنا ہوگی۔ قوم احتساب کی رفتار سے مطمئن نہیں اور میں بھی مطمئن نہیں''۔

ان خیالات کا اظہار کسی قنوطی دانشور نے یا کسی شکست خوردہ سیاست دان نے نہیں کیا بلکہ موجودہ وزیراعظم میر ظفر اللہ خان جمالی نے 12 فروری کو اسلام آباد میں نیشنل ڈیفنس کالج میں ''میرا تصور پاکستان'' کے موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے ان الفاظ میں کیا۔ سیاسی مکر وفریب سے پاک اور الفاظ کا جادو جگائے بغیر انہوں نے عوام کی انتہائی درست ترجمانی کی ہے بالخصوص یہ الفاظ کہ پاکستان اب اہل پاکستان کے لئے غیر متعلق ہوتا جا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ متوسط اور غریب عوام جنہیں نچلے درجے کے طبقات قرار دیتے ہوئے نہ کالم نویسوں کے قلم کانپتے ہیں اور نہ ہی شعلہ بیان خطابات میں لرزش پیدا ہوتی ہے۔ ان پسے ہوئے طبقات کے لئے حقیقتاً زندگی عذاب بن چکی ہے۔ لہٰذا وطن' ریاست' حکومت' تحفظ' سلامتی اور آزادی یہ سب الفاظ اپنے معنی کھو چکے ہیں۔ مایوسیوں کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ ایسے میں بعض اوقات ان کے منہ سے ایسے الفاظ نکلتے ہیں جن سے صرف لاتعلقی ظاہر نہیں ہوتی بلکہ بغاوت کی بو آتی ہے۔ راقم کی رائے میں اس حقیقت کے کھلے اعتراف کے بعد چیف ایگزیکٹو میر ظفر اللہ خان جمالی کے سامنے صرف دو راستے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ موجودہ استحصالی نظام کی جڑوں پر مومنانہ ضرب لگانے کے لئے انقلابی طریقہ اختیار کریں اور اگر وہ ایسا نہ کر سکیں تو پھر وزارتِ عظمٰی کی کرسی پر براجمان رہنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔ انہیں سب سے پہلے اس نکتہ پر غور کرنا ہوگا کہ یہ ملک کیوں اور کیسے معرضِ وجود میں آیا۔ انہیں اس نکتہ پر غور کرتے ہوئے فلسفہ کی پیچیدہ گتھیاں نہیں سلجھانی پڑیں گی بلکہ سادہ سی بات ہے کہ پاکستان اسلام کے لئے اور جمہوریت کے ذریعے وجود میں آیا۔ اسلام کی حیثیت پاکستان کے باپ کی سی ہے اور جمہوریت پاکستان کی ماں ہے' کیونکہ 1946ء کے انتخابات قیام پاکستان کے حوالہ سے فیصلہ کن ثابت ہوئے تھے اور بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے واضح طور پر کہا تھا کہ ہم پاکستان اس لئے قائم کرنا چاہتے ہیں تاکہ اسلام کے نظام اخوت' حریت اور مساوات کو عملاً قائم کیا جا سکے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ سول اور فوجی اسٹیبلشمنٹ' بڑے جاگیرداروں اور بعض ملاؤں نے ایک غیر اعلانیہ اور غیر تحریرشدہ اتحاد کے ذریعے ایک قبضہ گروپ کی حیثیت سے پاکستان کے اقتدار اور مالی وسائل کے گرد ایسا حصار قائم کر لیا اور پاکستان کے ماں اور باپ دونوں کو بے دخل کر دیا گیا۔ پاکستان میں صحیح جمہوریت کو پنپنے نہیں دیا گیا اور نہ اسلام کو اس کی اصل روح کے ساتھ پاکستان کے قریب پھٹکنے دیا گیا۔ ان دیدہ نادیدہ قوتوں نے ہمیشہ جمہوریت کا مصنوعی ڈھانچہ کھڑا کر کے اس پر اسلام کی رسوماتی چادر چڑھا کر ایک ایسے بے ڈھنگے نظام کو پروان چڑھایا جو ان کے ذاتی مفادات کو تقویت دیتا رہے۔ اُن کے مالی وسائل میں بھی اضافہ ہوتا رہا اور اقتدار پر ان کی گرفت مضبوط سے مضبوط ہوتی چلی گئی۔ ان کی دولت کی حفاظت بھی اب پاکستانی بنکوں کے بس کی بات نہیں رہی تھی۔ چنانچہ یہاں سے عوام کا خون چوس چوس کر انہوں نے سوئٹزرلینڈ اور امریکہ میں اپنی اس دولت کو جمع کرنا شروع کر دیا۔

جمالی صاحب! شاید آپ پہلے وزیراعظم ہیں جس نے برملا اعتراف کیا ہے کہ واقعی اس معاشرہ کو متعدد ہلاکت خیز امراض لاحق ہو چکے ہیں۔ اس کا ایک بہت بڑا حصہ گل سڑ چکا ہے۔ دولت اور اقتدار کی ہوس نے مقتدر طبقات کو اندھا کر دیا ہے اور وہ اسی شاخ کو کاٹ رہے ہیں جس پر خود بیٹھے ہیں۔ ایک عام آدمی ان خدشات کا اظہار اور ان خطرات کی نشاندہی کرے تو یہ واویلا اس کی بے بسی کا اظہار بھی ہوگا لیکن ملک کا چیف ایگزیکٹو اگر یہ واویلا کرے گا تو گویا وہ خود کو چارج شیٹ کر رہا ہے۔ ڈاکٹر مریض کا حقیقی مرض مان چکا ہے اب اس کا فرض منصبی ہے کہ وہ دوا دارو کرے اور مرض اگر خطرناک ہے تو فوراً آپریشن کے لئے کمربستہ ہو جائے اب مسئلہ یہ ہے کہ اس جاں بہ لب مریض کے آپریشن کے لئے کن آلات کا استعمال فائدہ مند ہوگا۔ راقم کی رائے میں سلامتی اور عافیت کی منزل صرف صراطِ مستقیم کے پل صراط سے گزر کر حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور صراطِ مستقیم کی شاہراہ پر گامزن ہونے کے لئے عدل وقسط سے آراستہ پیراستہ ہونا پڑے گا بلکہ اسے اوڑھنا بچھونا بنانا ہوگا۔

سوشلزم اور کمیونزم جن کا کیچ ورڈ مساوات تھا' بری طرح ناکام اور مسترد ہو کر اپنے منطقی انجام کو پہنچ چکے اور سرمایہ دارانہ جمہوری نظام جس کا کیچ ورڈ آزادی ہے اگرچہ خیر کے بعض پہلو رکھتا ہے لیکن بحیثیت مجموعی اس نے انسان کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ سرمایہ پرست افراد کا ٹولہ خود ہی تمام مالی وسائل پر قابض ہو کر انسانیت پر ظلم ڈھا رہا ہے اور خود ہی انسانی حقوق کا علمبردار بن بیٹھا ہے۔ ایک طرف اپنی تجارت اور دولت میں اضافہ کے لئے عورت کو تشہیر کا ذریعہ بنایا ہوا ہے اور اسے میڈیا پر برہنہ کر کے نچا رہا ہے اور دوسری طرف نسوانی حقوق کا چیمپئن بنا ہوا ہے۔ انسانی جان کے قیمتی ہونے کا ڈھنڈورا خوب زور سے پیٹتا ہے یہاں تک کہ بلیوں اور کتوں کو نقصان اور تکلیف پہنچنے پر زوردار احتجاج ہوتا ہے اور ان کے تحفظ کے لئے مہمات شروع کی جاتی ہیں لیکن مالی وسائل پر قابض ہونے کے لئے معصوم اور بے گناہ انسانوں پر اندھا دھند بمباری کی جاتی ہے اور خون کے دریا بہا دیئے جاتے ہیں۔ افغانستان اور عراق پر وحشیانہ حملے حالیہ دور میں ایک روشن اور زندہ ⇦

ثبوت ہیں کہ سرمایہ دارانہ نظام کے کسٹوڈین قدرتی مالی وسائل پر قبضہ کرنے کے لئے کس قدر درندگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ جب سرمایہ نظام کی تقویت کا واحد ذریعہ سمجھا جائے گا تو حصول کے ذرائع کی چھان بین بے معنی ہو جائے گی۔ البتہ اداروں کی تشکیل' ان کا استحکام اور کنٹرول کیونکہ حقیقی جمہوری نظام کا جزو لاینفک ہے' اس لئے ان سرمایہ دارانہ نظام کے حامل جمہوری ممالک میں عوام کو اس خیر کا وافر حصہ ملا ہے جمالی صاحب! براہ کرم توجہ فرمائیں اسلام جسے پاکستان کا باپ قرار دیا گیا ہے اس کا کیچ ورڈ ''عدل'' ہے۔ جب اسلامی نظام کو اس کی انقلابی روح کے ساتھ دیانت داری اور نیک نیتی سے نافذ کیا جائے گا تو یہ مردہ قوم حیاتِ نو حاصل کر لے گی۔ اس مردہ قوم کو عیسوی پھونک کی ضرورت ہے اور یہ پھونک صرف عادلانہ نظام کے قیام سے ماری جاسکتی ہے۔ اپنے حق سے تجاوز کرنا ہمارا اصل مسئلہ ہے۔ جب آخرت دنیا سے عزیز تر ہو جائے گی تو ہمیں حقوق سے زیادہ اپنے فرائض کی فکر ہوگی۔ جمالی صاحب اگرچہ یہ کام مشکل ہے' آسان نہیں ہے لیکن ناممکن نہیں ہے۔ ہمارے بزرگوں نے قراردادِ مقاصد منظور کر کے ہمیں راہ دکھا دی ہوئی ہے۔ خوش قسمتی سے اب وہ **1973**ء کے آئین کا حصہ بن چکی ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہم دیانت داری سے **1973**ء کے آئین کی وہ رکاوٹیں دور کر دیں جن سے اسلامی شقوں اور دفعات کا راستہ روکا گیا ہے اور آئین کی اس شق کو کہ قرآن اور سنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہوسکتی۔ اس کو مکمل طور پر آئین پر غالب حیثیت حاصل ہو جائے۔ ہر شہری کو حق حاصل ہو کہ وہ اگر محسوس کرے کہ فلاں قانون اللہ اور رسول کے احکامات کی خلاف ورزی کر کے بنایا گیا ہے اور اس پر عمل درآمد سے قرآن اور سنت کے احکامات یا کسی حکم کی نفی ہوگی تو وہ اسے عدالت میں چیلنج کر دے اور اس معاملے میں کوئی استثناء روا نہ رکھا جائے۔ مرد اور عورت کے مابین آجر اور اجیر کے درمیان' فرد اور معاشرے میں اسلام کے طے شدہ طریقے کے مطابق حقوق و فرائض کی تقسیم ہو جائے تو انتشار کا خاتمہ لازم ہے۔ جب حکمران فرمانِ نبویؐ کے مطابق خود کو قوم کے خادم تصور کریں گے تو دیواریں خود بخود گر جائیں گی۔ جب یہ تصور اذہان و قلوب میں راسخ ہو جائے گا کہ یتیم کا مال پیٹ میں آگ بھرنے کے مترادف ہے تو ظلم مٹ جائے گا۔ جب حقیقی احتساب کا خوف دل و دماغ پر چھایا ہوگا تو بدعنوانی کا نام و نشان نہیں رہے گا ڈاکے اور چوریاں ختم ہو جائیں گی۔ جب ستر و حجاب معاشرے کا لازمی جز بن جائے گا تو فحاشی بے حیائی اور زنا کی لعنت سے بچنا ممکن ہو جائے گا۔ جب عیش و عشرت اور دولت اڑانے اور جلانے کے مواقع ختم ہو جائیں گے تو دولت کی ہوس دم توڑ جائے گی یا بہت محدود ہو جائے گی۔ جمالی صاحب ہماری آخرت ہی نہیں ہماری تو دنیا بھی اسلام کے دامن سے چمٹ کر سنور سکتی ہے' اس لئے کہ حالات و واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ پاکستان کا استحکام ہی نہیں بقا بھی اسلام کے دامن سے وابستہ ہے۔ آپ نے مرض کی صحیح تشخیص کی ہے اب صحیح علاج کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر اگر مریض کی صحیح تشخیص کرنے کے باوجود اپنی مجبوریوں کی وجہ سے یا اپنے ذاتی لالچ کی وجہ سے صحیح اور درست علاج نہ کرے تو وہ مسیحا نہیں قاتل ہے آپ کو اپنے بارے میں خود فیصلہ کرنا ہوگا۔ وگرنہ تاریخ تو اپنا فیصلہ وقت پر سنا دے گی۔ میرا اور آپ کا تصورِ پاکستان صرف اسلامی ریاست کا ہونا چاہئے۔ یہی پاکستان کے قیام کی واحد وجہ جواز تھی اور یہی اس کی بقا اور استحکام کا واحد راستہ ہے۔ وما علینا الا البلاغ.


**النصر لیب**

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی زیرِ نگرانی ادارہ

ایک ہی چھت کے نیچے تمام اقسام کے معیاری لیبارٹری ٹیسٹ'

ایکسرے' ای سی جی اور الٹراساؤنڈ کی سہولیات

**محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی نگاہ میں قابلِ اعتماد ادارہ**

**خصوصی پیکج** خصوصی میڈیکل چیک اپ ☆ الٹراساؤنڈ ☆ ای سی جی ☆ ہارٹ ☆ لیور ☆ کڈنی ☆ جوڑوں سے متعلقہ متعدد ٹیسٹ / ہیپاٹائٹس بی اور سی ☆ بلڈ گروپ ☆ بلڈ شوگر ☆ مکمل بلڈ اور مکمل پیشاب ٹیسٹ صرف 1500 روپے میں کروائیں۔

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔

ISO 9001:2000
QMS CERTIFIED CLINICAL LAB
BY MOODY INTERNATIONAL

**النصر لیب**: 950۔ بی' مولانا شوکت علی روڈ' فیصل ٹاؤن (نزد راوی ریسٹورنٹ) لاہور

فون: 5162185-5163924 موبائل: 0300-8400944

E-mail: alnasar@brain.net.pk Website: www.alnasar.com.pk



سیمینار: **پاک' بھارت تعلقات**
امکانات' توقعات اور خدشات

جس میں ملک کے ممتاز سکالرز' صحافی اور وکلاء حضرات نے شرکت کی

صدارت **ڈاکٹر اسرار احمد**

(مقررین)

❁ جنرل (ر) حمید گل ❁ مرزا ایوب بیگ
❁ مشاہد حسین سید ❁ عطاء الحق قاسمی
❁ ایس۔ ایم۔ ظفر

اس سیمینار کی کارروائی VCDs میں دستیاب ہے

تعداد سی ڈیز: 3 قیمت: 120/=

ملنے کا پتہ: **مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن**
36 کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 03-5869501
www.tanzeem.org
e-mail: info@tanzeem.org


تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

# نبوت کی حقیقت

تحریر: جناب رحمت اللہ بٹر' ناظم دعوت' تنظیم اسلامی' پاکستان

✪ جیسے کہ اوپر بیان کیا گیا کہ ان انبیاء میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ نے رسالت کے منصب پر بھی فائز کیا اور مختلف اوقات میں مختلف قوموں کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ ان کی ذمہ داری یہ قرار پائی کہ وہ خود جس ہدایت پر ایمان لائے ہیں اور جس پر عمل پیرا ہیں اسے اپنی قوم تک بھی پہنچائیں تاکہ انسانوں کے پاس قیامت کے دن کوئی عذر نہ رہ جائے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرنے کے لئے کہ وہ کیوں اللہ کی بندگی نہ کر پائے۔ چنانچہ ہر رسول کے ساتھ ہدایت پہنچاتے رہے۔

﴿اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ﴾

"میں پہلا مومن ہوں اور پہلا اس پر عمل کرنے والا ہوں۔"

﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا o﴾ (النساء: 165)

رسول بھیجے گئے مبشر اور منذر بنا کر تاکہ انسانوں کے پاس کوئی عذر نہ رہ جائے اللہ کی جناب میں پیش کرنے کے لئے' اور اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا۔ نبی اکرم ﷺ سے پہلے جتنے بھی رسول مبعوث ہوئے ہیں وہ اپنے اپنے زمانے میں خاص لوگوں کی طرف بھیجے گئے تھے اس لئے ان کو ہدایت اور وہ کتب عطا کی گئیں جو اس زمانے کے لئے تھیں اور انہیں لوگوں کے لئے۔ اس لئے ہر رسول بنفس نفیس اس پیغام پر عمل کر کے بھی دکھا دیتے تھے اور قوم تک بھی پہنچا دیتے تھے اور حجت قائم کر دیتے تھے۔ انہیں معنوں میں ہر رسول اپنی قوم کے لئے شاہد بنے جو اس دنیا میں شہادت کا فریضہ ادا کرتے رہے اور قیامت کے دن اپنی اپنی قوم/امت پر گواہ ہوں گے۔

﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا﴾ (النساء: 44)

نبی اکرم ﷺ کا معاملہ خصوصیت کا حامل ہے کیونکہ ان کو جو ہدایت دی گئی وہ بھی الہدیٰ ہے اور صرف اس زمانے کے لئے نہیں بلکہ رہتی دنیا تک کے لئے ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ بھی لے لیا۔ اب اس ہدایت کو بنی نوع انسان تک پہنچانے کی ذمہ داری کے لئے اب جو انتظام اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے پسند فرمایا وہ ہے کہ آپ کے ذریعہ وہ پیغام ایک امت تک پہنچا دیا اور پھر اس امت کے ذمہ لگایا کہ وہ اپنے اپنے دور کے لوگوں تک پہنچائے اور اس ذمہ داری کے لئے فرمایا:

﴿وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ﴾

کہ اے امت مسلمہ اب تمہیں اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے جیسے جہاد کا حق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اچھے کر لیا ہے' (Slect) کر لیا ہے اور یہی وہ لفظ ہے جو منصب رسالتؐ کے لئے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے لئے پسند فرمایا اور آپ کو احمد المجتبیٰ بنایا اور یہی نام ہے جو پہلی کتابوں میں آپؐ کے لئے آیا ہے۔ کیونکہ فریضہ رسالتؐ ہے جس کا حق واقعی انسانی جدوجہد کے ذریعہ آپؐ نے ادا کیا اور امت کے لئے نمونہ چھوڑا۔

چنانچہ آپ کی خصوصی حیثیت بھی یہی طرہ امتیاز ہے جیسے حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ ہیں' حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ ہیں' حضرت عیسیٰؑ روح اللہ ہیں اور محمد ﷺ رسول اللہ ہیں۔

### مقام وفضیلت امت

جان لیجئے یہ فریضہ شہادت ہی ہے جس کی ذمہ داری اس امت پر ڈالی گئی اور اس ذمہ داری کی وجہ سے انہیں مجتبیٰ بھی کہا گیا اور یہی فریضہ ہے' جس کے لئے انہیں امت وسط کے منصب کا حقدار ٹھہرایا گیا۔

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ (البقرہ)

"اور اسی لئے ہم نے تمہیں امت وسط بنایا ہے تاکہ تم گواہ بن جاؤ انسانوں کے لئے جیسے رسول اللہ ﷺ گواہ بنے تم پر"

وسط کیا ہے؟ اصل میں یہ امت اللہ تعالیٰ کے سلسلہ پیغام رسانی کی زنجیر کی ایک کڑی قرار پا گئی۔ اللہ کا پیغام انسانوں تک پہنچانے کے لئے پہلے یہ سلسلہ مکمل ہو جاتا تھا اس طرح کہ اللہ کا پیغام لاتا تھا رسول ملک رسول الناس اور وہ پہنچا دیتا تھا اپنی قوم تک لیکن نبی اکرم ﷺ پر آ کر یہ پیغام ایک امت تک پہنچایا گیا اور پھر اس امت کو ہر زمانے کے لئے ذریعہ بنا دیا اور اس پیغام کو انسانوں تک پہنچانے کا اور اس طرح یہ امت اس سلسلہ رشد و ہدایت اور رسالت کی ایک کڑی بن گئی اور یہی اس کا مقام فضیلت ہے کہ جس کی بنا پر پہلے رسول بھی اس امت میں ہونے کی خواہش کرتے رہے اور اس ذمہ داری کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو جو یہ کام سرانجام دیں گے اپنا بھائی قرار دیا ہے۔

آپ نے فرمایا:

يٰلَيْتَنِيْ لَقِيْتُ اِخْوَانِيْ قَالُوْا اَلَسْنَا اِخْوَانَكَ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ قَوْمٌ يَّجِيْئُوْنَ بَعْدَكُمْ يُؤْمِنُوْنَ بِيْ اِيْمَانَكُمْ وَيُصَدِّقُوْنِيْ تَصْدِيْقَكُمْ وَيَنْصُرُوْنِيْ نَصْرَكُمْ فَيَا لَيْتَنِيْ لَقِيْتُ اِخْوَانِيْ

(ابن ابی شیبہ فی مسندہ)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کاش میری ملاقات ہو اپنے بھائیوں سے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں لیکن میری مراد ان سے ہے جو تمہارے بعد آئیں گے۔ وہ مجھ پر ایمان لائیں گے جیسے تم ایمان لائے ہو۔ وہ میری تصدیق کریں گے جیسے تم نے کی ہے اور وہ میری مدد کریں گے جیسے تم کر رہے ہو۔ پس کاش میری ملاقات ہو اپنے بھائیوں سے کیسا خوشی کا مقام ہے اس شخص کے لئے جو ایمان رکھتا ہو اور پھر رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرے کہ وہ واقعی اللہ کے آخری رسول ہیں جن کو تمام انسانیت کے لئے بھیجا گیا ہے اور پھر ان کے مشن میں ان کا مددگار بنے اور مرتبہ اخوت حاصل کرے اور اسی طرح کا وہ فرمان ہے جو امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ:

سَئَلَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم هَلْ مِنْ قَوْمٍ اَعْظَمُ مِنَّا اَجْرًا اٰمَنَّا بِكَ وَاتَّبَعْنَاكَ قَالَ بَلْ قَوْمٌ يَّاْتُوْنَ بَعْدَكُمْ يَاْتِيْهِمْ كِتَابُ اللّٰهِ بَيْنَ لَوْحَيْنِ فَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَعْمَلُوْنَ اُولٰئِكَ اَعْظَمُ مِنْكُمْ اَجْرًا

اصحاب رسول ﷺ نے عرض کی کیا ہم سے بھی کوئی اجر میں بڑا ہوگا۔ ہم وہ ہیں جو آپ پر ایمان لائے ہیں اور آپؐ کی پیروی کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں وہ لوگ جو تمہارے بعد آئیں گے (جنہوں نے نہ مجھ کو دیکھا ہوگا اور نہ تمہیں) ان کے پاس اللہ کی کتاب دو گتوں کے درمیان پہنچے گی تو وہ اس حال میں بھی مجھ پر ایمان لائیں گے اور جو اس کتاب میں ہوگا اس پر عمل کریں گے۔ وہ تم ⇦

لوگوں سے اجر میں بڑھ کر ہوں گے۔

لیکن یہ فضیلت اور اجر اس ذمہ داری کی بنیاد پر ہے جو آگے بیان ہوئی ہے اور وہ یہ ہے:

لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ

"تا کہ جیسے ہمارے رسول تم پر دین کی گواہی دے رہے ہیں ویسے تم باقی لوگوں کے لئے گواہ بن جاؤ۔"

وگرنہ کسی امتی کے گھر پیدا ہو جانے سے یہ فضیلت نہیں ملتی بلکہ ذمہ داری کی وجہ سے فضیلت ملتی ہے جو قرار دی گئی نبی اکرم ﷺ کے مشن میں ان کی مدد۔

اس فریضہ شہادت کے لئے جو آپؐ امت کے سپرد کر کے گئے ہیں یاد کیجئے حجۃ الوداع کے موقع پر آپؐ کے خطابات جب کہ کوئی سوا لاکھ کے مجمع سے آپ نے دریافت فرمایا۔

الاھَلْ بَلَّغْتُ

لوگو! آگاہ ہو جاؤ کیا میں نے اللہ کے دین اور اللہ کے پیغام ہدایت کو آپ لوگوں تک پہنچا دیا ہے تو لوگوں نے بیک زبان جواب دیا۔

نَشْهَدُ اِنَّکَ قَدْ بَلَّغْتَ وَاَدَّیْتَ وَنَصَحْتَ (رواہ مسلم)

ہم گواہ ہیں کہ آپؐ نے پہنچا بھی دیا' حق امانت بھی ادا کر دیا۔ امت کی خیر خواہی کا حق بھی پورا کر دیا۔ اس پر سیدالمرسلینؐ نے فرمایا تو اب آپ لوگوں کو یہ امانت سونپی جا رہی ہے اور اب تمہیں امتی ہونے کا حق ادا کرنا ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمہیں پسند فرمایا ہے اور فرمایا:

فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ (متفق علیہ)

"پس جو گواہی دے رہا ہے وہ ان تک پہنچائے جن تک نہیں پہنچا اور پھر اس میں ایسی عمومیت پیدا کی کہ ہر امتی یہ جان لے کہ یہ فریضہ ادا کرنا اس کی ذمہ داری ہے۔ چنانچہ فرمایا:

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً

پہنچاؤ میری جانب سے (on my behalf)
خواہ ایک ہی آیت تم تک پہنچ پائی ہو۔

اب سوچنے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کیسے اپنے رسولوں کے ذریعہ حجت قائم کرتا رہا ہے اور ان کو کونسی چیز دے کر بھیجتا رہا ہے کہ جس کی گواہی دے کر وہ قطع عذر کرتے تھے۔

سب سے پہلے تو جان لیجئے کہ تمام رسولوں کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾
(الحدید:25)

بے شک اللہ تعالیٰ بھیجتا رہا ہے اپنے رسولوں کو بینات دیگر اور نازل کرتا رہا ہے ان کے ساتھ کتاب اور میزان تا کہ لوگ عدل اجتماعی پر قائم رہیں۔ اس آیت مبارکہ میں تین حقائق بیان ہوئے ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ انسانوں کی رہنمائی کا حق بھی ادا کرتا رہا ہی اور حجت بھی قائم کرتا رہا ہے۔

سب سے پہلی چیز تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس رسول کو بھی کسی قوم/امت کی طرف بھیجا ہے تو ایسی نشانیاں دے کر بھیجا ہے کہ وہ قوم اور امت اچھی طرح جان لیتی تھی کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ ظاہر ہے اگر قوم پہچانے ہی نہ تو حجت کیسے قائم ہو گی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ایسے معجزات دے کر اپنے رسولوں کو بھیجتا تھا کہ وہ جان لیتے تھے کہ یہ اللہ کے رسول ہیں آپ پوچھیں گے کہ پھر وہ مانتے کیوں نہیں رہے۔ تو جان لیجئے ماننے میں یہ اشکال رکاوٹ کا نہ بنتا تھا اصل تو رکاوٹ رہی ہے انسان کی باطل نظام میں وہ حیثیت جو انہوں نے حاصل کی ہوتی ہے یا مالی مفادات جو وہ غصب کر کے بیٹھے ہوتے ہیں اور ان کا زعم کہ اصل دانش اور بینش کے تو وہی حامل ہیں اور قوم کے اصل خیر خواہ ہیں۔

حالانکہ وہ قوم کے تمام وسائل پر مسلط ہوتے ہیں اور بدمعاشی کر رہے ہوتے ہیں۔ جیسے آج بھی آپ اسلام کی دعوت دیں تو سب سے پہلے یہی لوگ آپ کو بتائیں گے کہ وہ ہی اصل عقلمند اور قوم کی ترقی کے گر جاننے والے ہیں۔ یہ بنیاد پرست تو قوم کو پیچھے لے جانا چاہتے ہیں اور ان کے نظریات بڑے سطحی ہیں۔

وگرنہ کیا خیال ہے فرعون کو معلوم نہ ہوا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے فرستادہ ہیں۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا جیسے قرآن مجید میں واضح کیا گیا ہے:

﴿قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ﴾
(بنی اسرائیل:102)

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے فرعون! تو اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نشانیاں نازل کی ہیں وہ تیرے لئے بصیرت کا سامان رکھتی ہیں۔ اصل مالک ارض وسماء کی طرف سے اور کیا خیال ہے اس امت کا فرعون یعنی ابوجہل حضرت محمد ﷺ کی صداقت کو نہیں جانتا تھا' کیوں نہیں۔

اللہ تعالیٰ تو اپنے رسولوں کو ایسے معجزات دے کر بھیجتا ہے کہ وہ لوگ پہچان لیں وگرنہ حجت قائم نہیں ہوتی۔ چنانچہ ابوجہل سے کسی نے پوچھا کیا تم جانتے نہیں کہ محمد ﷺ سچے ہیں تو اس نے جواب دیا اللہ کی قسم انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تو پوچھنے والے نے سوال کر دیا کہ پھر تم ان کو مانتے کیوں نہیں۔ اس پر اس نے حق بیان کر دیا کہ اصل معاملہ یہ ہے کہ ہمارے اور بنو ہاشم کے درمیان شریکہ چلا آ رہا ہے اور ہم ان کے مدمقابل ہیں۔ اب اگر آج ان کے نبی کو مان لوں تو ان کے نیچے لگنا پڑتا ہے اور یہ مجھے منظور نہیں ہے۔

تو جان لیجئے یہی صاحب اقتدار' جاگیردار' سرمایہ دار اور دنیادار کی سب سے بڑی انانیت ہوتی ہے جو حق کو قبول کرنے میں رکاوٹ بنتی ہے اور آج بھی یہی ہے جو پاکستان کے اقتدار پر براجمان اور جاگیردار' بیوروکریٹ' فوجی جرنیلوں کا روگ ہے کہ وہ دین کو اختیار نہیں کر رہے کہ ان کو اس باطل نظام میں جو حیثیت ملی ہوئی ہے اور استحقاق حاصل ہیں ان کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ اس لئے وہ اپنے نظریے اور اپنی بہترین اور دنیا کے ساتھ موافقت رکھنے والے ثقافت کے ختم ہونے کا رونا روتے ہیں اور اہل دین کو کم عقل' قدامت پرست' بنیاد پرست کہہ کر ترقی کی راہ میں رکاوٹ قرار دیتے ہیں کیونکہ اگر وہ اسلامی عدل وقسط کے نظام کو رائج کریں تو ان کا یہ مقام نہیں رہتا۔ ان کی عیاشیوں' فحاشیوں اور اباحیت پرستی پر زد پڑتی ہے اور ان کی دنیا کی زندگی برباد ہوتی ہے اور ان کے نزدیک اصل زندگی تو دنیا ہی کی زندگی ہے۔ آخرت کس نے دیکھی ہے اور ویسے بھی وہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہیں اس لئے جنت تو ان کا پیدائشی حق ہے ہی۔ اس لئے اپنی دنیا ان دین داروں کے کہنے پر کیوں برباد کریں۔ یہی کہتے رہے ہیں اپنے اپنے وقت کے فرعون' ہامان' نمرود' شداد اور مترفین۔

ذرا قرآن مجید میں بیان کردہ حقائق کو تو دیکھیں تو سمجھ آ جائے گی۔

قوم نوح علیہ السلام نے کیا کہا تھا ان کی دعوت کے جواب میں:

﴿فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ﴾ (ھود:27)

"کہنے لگے سردار (حکمران طبقہ) جو اس قوم کے کافر تھے کہ ہم آپ کو اپنے جیسا انسان دیکھتے ہیں اور آپ کے ساتھی ہمارے معاشرے کے گرے پڑے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور بڑی سطحی رائے کے حامل ہیں۔ تمہارے پاس کوئی جاگیر بھی نہیں ہے بلکہ ہم آپ کو جھوٹا گردانتے ہیں۔"

﴿قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ یُرِیْدٰنِ اَنْ یُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَیَذْهَبَا بِطَرِیْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى﴾ (طٰہٰ:63)

﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْۤ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْیَدْعُ رَبَّهٗ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ﴾ (المومن:25)

(جاری ہے)

# جینے کا سلیقہ

یہاں چار سوال دیئے جاتے ہیں۔ ہر سوال کے بعد اس کے ایک سے زیادہ جوابات دیئے گئے ہیں۔ جس سوال کو آپ درست سمجھتے ہیں' اس کے سامنے...... نقطوں پر صحیح ( ✓ ) کا نشان لگا دیں۔ وقت کی کوئی پابندی نہیں ہے۔

(سوال نمبر I) 1996ء میں پاکستان میں پیدا ہونے والی زرعی اور صنعتی کل اشیاء کی مالیت 20 کھرب روپے تھی۔ فرض کریں کہ فرقہ واریت کی وجہ سے پاکستان تباہ نہیں ہوتا تو ایک ہزار سال بعد پاکستان میں پیدا ہونے والی کل اشیاء کی مالیت کتنی ہوگی:۔

(1) دو ہزار کھرب روپے سے زیادہ......
(2) ایک اور دو ہزار کھرب روپے کے درمیان......
(3) دو ہزار کھرب سے کم......
(4) کوئی اندازہ لگانا ممکن نہیں ہے......

(سوال نمبر II) ایٹمی ریسرچ میں موجودہ تیز رفتار ترقی کے پیش نظر کتنے سال بعد سائنس دان سونے کے ایٹم کو توڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے......

(1) تقریباً پچیس سال میں......
(2) بائیسویں صدی میں......
(3) کبھی بھی نہیں......
(4) کوئی بات کہنا ممکن نہیں ہے......

(سوال نمبر III) ایک بینک کا کیشئیر ہندسوں کی ایک لمبی قطار کا اپنے کیلکولیٹر پر پانچ مرتبہ ٹوٹل کرتا ہے۔ ہر مرتبہ اس کا ٹوٹل یہ ہوتا ہے۔ پہلی مرتبہ 23,501' دوسری مرتبہ 23,503' تیسری مرتبہ 23,501' چوتھی مرتبہ 23,403' پانچویں مرتبہ 23,503۔ کس ٹوٹل کے درست ہونے کا امکان زیادہ ہے۔

(1) 23,501 تا 23,503......
(2) 23,403......
(3) صحیح جواب ممکن نہیں ہے......

(سوال نمبر IV) فرض کریں کہ پاکستان میں سالانہ ایک کروڑ چالیس لاکھ پنسل تیار ہوتی ہے۔ ان کی لمبائی مختلف ہوتی ہے' لیکن کوئی پنسل تین انچ سے کم اور چھ انچ سے زیادہ نہیں ہوتی۔ ان میں سے 80 فیصد پنسلوں کی اوسط لمبائی پانچ انچ ہے۔ اگر تمام پنسلیں زمین پر بچھائی جائیں تو اندازاً کتنی لمبی لائن بنے گی:

(1) خیبر سے کیماڑی تک......
(2) ایک ہزار میل سے زیادہ......
(3) صحیح جواب ممکن نہیں ہے......

## جوابات

(1) کوئی اندازہ لگانا ممکن نہیں ہے' کیونکہ معلومات ناکافی ہیں (2) کوئی بات کہنا ممکن نہیں ہے۔ ایٹمی ریسرچ کا سونے کے ایٹم سے کوئی ربط نہیں ہے۔ (3) 23,501 یا 23,503۔ یہاں حقیقت نہیں' بلکہ امکان پوچھا گیا ہے اور دی گئی معلومات میں امکان کا اندازہ کرنے کی بنیاد موجود ہے۔ (4) ایک ہزار میل سے زیادہ۔

جوابات: اس قسم کے سوالات کے ذریعے یہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ مسائل کو حل کرنے کے ضمن میں کسی شخص کا رویہ حقیقت پسندانہ ہے یا اسے لال بجھکڑ بننے کا شوق ہے۔

---

آپ کی ذہانت کا یہ ٹیسٹ 2 (ب) ہم نے ایک تازہ کتاب سے نقل کیا ہے جس کا عنوان ہے ''جینے کا سلیقہ''۔ اس کا سرورق آج کل کی کتابوں کی طرح آرائشی نہیں ہے' بالکل سادہ ہے' لیکن متن کے اعتبار سے کتاب بڑی بارونق' دلچسپ اور رنگین ہے' کتاب کے آغاز میں مصنف نے پڑھنے والوں کو تاکید کی ہے کہ ''پہلے اسے پڑھئے''۔ 12 نکات کی تلقین کی گئی ہے' جس میں سے ایک نکتہ یہ ہے: ''دراصل ہم آپ کے ذہن میں خود شناسی اور خود آگہی کی تحریک پیدا کرنا چاہتے ہیں' کیونکہ اس کے بغیر تعمیر شخصیت کا جذبہ بالعموم بیدار نہیں ہوتا''۔

تعمیر شخصیت کا جذبہ پیدا کرنے والی کتابیں پچاس کی دہائی میں سگمنڈ فرائیڈ کی تحلیل نفسی کے زیر اثر بہت چھپا کرتی تھیں۔ ''پریشان ہونا چھوڑ دیئے' جینا شروع کیجئے'' اور ''میٹھے بول میں جادو ہے''۔ چین کے فلسفی لن یوتانگ کی شہرۂ آفاق کتاب ''جینے کی اہمیت'' کا اردو ترجمہ ہمارے مشہور شاعر مختار صدیقی نے بڑی چمکدار اور شفاف اردو میں کیا تھا۔ لیکن ان کتابوں اور زیر نظر کتاب میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ یہاں مصنف نے ''جینے کا سلیقہ'' قرآن و سنت کی روشنی میں' بڑے سادہ و شگفتہ انداز میں سکھایا ہے۔ بچے اور نوجوان ہی نہیں' ہمارے بزرگ بھی اس کے مطالعے سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

دراصل ''جینے کا سلیقہ'' فاؤنڈیشن کے خط و کتابت کورس کے لئے لکھی گئی چار کتابوں کا مجموعہ ہے۔ اس کورس کو اب کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے تاکہ عمومی مطالعہ کرنے والے اصحاب بھی اس سے استفادہ کر سکیں اور کتاب کی افادیت کے دائرے کو مزید وسعت حاصل ہو۔ مصنف نے عملی زندگی میں قرآن و حدیث سے رہنمائی حاصل کرنے کی ایک نئی جہت کو اجاگر کیا ہے۔ بالخصوص انہوں نے مینجمنٹ سائنس کے جدید نظریات اور قرآن و حدیث کی رہنمائی کو جس طرح ہم آہنگ کیا ہے وہ ایک منفرد اور اچھوتی کوشش ہے۔

کتاب کی قیمت 250 روپے ہے۔ بہتر یہ ہے کہ یہ رقم بذریعہ منی آرڈر مصنف کو بھیج کر کتاب حاصل کریں۔ ڈھائی سو روپے سے کہیں زیادہ قیمتی یہ ذخیرۂ معلومات و تجربات ہے۔ کتاب کی قیمت میں رعایت مانگنا اچھا نہیں لگتا۔ جب آپ یہود کی مصنوعات مثلاً کوکا کولا' پیپسی کولا جیسے مشروبات اور باٹا صاحب کے جوتوں اور کیپسٹن صاحب کے سگریٹ کی مطبوعہ قیمت میں کبھی رعایت مانگنے کا سوچ بھی نہیں سکتے' تو پھر کتاب خریدنے میں خصوصی رعایت کیوں طلب کرتے ہیں۔

آپ اس کے مصنف لطف الرحمٰن خان کو لکھئے۔ ضرور لکھئے اور یہ بھی لکھ دیجئے کہ آپ ''ندائے خلافت'' کے قاری ہیں۔ آپ اس کا حوالہ دیں گے تو لطف الرحمٰن صاحب بڑے لطف کے ساتھ آپ کو ایسا جواب لکھیں گے جسے پڑھ کر آپ لطف اندوز ہوں گے' اس لئے کہ پروفیسر لطف الرحمٰن صاحب نے 1985ء میں قرآن اکیڈمی کے دو سالہ دینی کورس میں داخلہ لے کر عربی اور قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ پھر 1987ء سے 1996ء تک قرآن کالج لاہور کے اعزازی ناظم اور پرنسپل کی خدمات انجام دیتے رہے' اس لئے ''ندائے خلافت'' سے ان کو ایک خاص اور قلبی نسبت ہے۔ ان کو خط اس پتے پر لکھئے:

''البلاغ فاؤنڈیشن' 60۔ الف' نثار روڈ' گلبرگ۔ لاہور

(تبصرہ: سید قاسم محمود)

ایمان کے لغوی اور شرعی معنی' ایمان کا فلسفہ' ایمان و عمل کا باہمی تعلق
اپنے موضوع پر لاثانی تحقیقی و فکری تصنیف
**حقیقت ایمان**
اشاعت خاص 90 روپے' اشاعت عام 50 روپے

# خواتین کی چند منتخب تحریریں

## رعنا ہاشم خان

### یومِ یکجہتی کشمیر

کشمیر بنے گا پاکستان' یومِ یکجہتی کشمیر' کشمیر کب آزاد ہوگا؟ ان تمام نعروں اور سوالوں کا جواب انتہائی سادہ اور آسان ہے کہ جب مسلمان اپنے ''آزاد'' ملکوں میں آزادی کی سانس لینے لگیں گے' اپنے چہروں اور آرزوؤں کا رخ واشنگٹن سے موڑ کر کعبۃ اللہ کی طرف کرلیں گے اور مذہبی رسومات کی بجائے دین پر عمل پیرا ہو جائیں گے تو نہ صرف کشمیر بلکہ فلسطین' افغانستان' عراق' ایران اور اسلامی جمہوریہ پاکستان بھی ''آزاد'' ہو ہی جائے گا۔ مقصد یہ ہے کہ نعروں' جذباتی باتوں اور دن منانے سے نکل کر عمل کی دنیا میں تشریف لے آئیے تاکہ پہلے فکری آزادی تو نصیب ہو سکے۔ دخترِ کشمیر کے دوپٹے پر نوحے کہنے والے دخترِ پاکستان کے فیشن پر بھی مرثیے لکھیں' مردِ مسلم کی بے بسی پر تڑپنے والے اہلِ وطن کی غیرت کے دم توڑنے سے پہلے تدبیر کا علاج شروع کریں ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آج یومِ کشمیر منانے والے کل پوچھ رہے ہوں کہ پاکستان کب آزاد ہوگا۔ ہماری دعا ہے کہ کہانی کا رخ بدل جائے انجام سے پہلے! (امِ عدنان خان)

### خیانت

منورہ نوری خلیق' ہیوسٹن

رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا ''لوگو! اگر کوئی پتھر جہنم میں پھینکا جائے تو ستر سال تک گرتا رہے لیکن تہہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ پس خیانت کی ہوئی چیز کو جہنم میں پھینکا جائے گا اور خائن کو حکم دیا جائے گا ''جا! اسے واپس لا'' لیکن وہ شے ہمیشہ گرتی رہے گی اور خائن اس عذاب میں مبتلا رہے گا'' (اور وہ اس کے پیچھے گر کر اس شے کو واپس نہ لا سکے گا)۔ یہ خیانت کی سزا ہے لیکن یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا خیانت کی تعریف یہی ہے کہ کسی کی امانت واپس نہ کی جائے؟ نہیں' بلکہ ہر چھوٹا یا بڑا حق استطاعت ہوتے ہوئے ادا نہ کرنا خیانت ہے۔ کسی کی بات بلا اجازت دوسرے کو بتا دینا' غلط مشورہ دینا' علم کی بات چھپانا' حق بات چھپانا' سچی گواہی نہ دینا' کسی کی خوبی ہمارے علم میں ہے تو تذکرہ کرنے کے وقت تعریف سے اس کا ذکر نہ کرنا یہ سب خیانت میں شامل ہیں۔ حدیث شریف میں ہے'' جو تیرے ساتھ امانت داری کا برتاؤ کرے تو اس سے امانت داری کر مگر جو تیرے ساتھ خیانت کرے اس سے خیانت مت کر''۔

### سرچشمۂ ہدایت

☆ اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑنے لگیں تو ان میں صلح کرا دو۔۔۔ الحجرات

☆ جس چیز کا علم نہیں اس میں کج بحثی نہ کرو۔۔۔ آلِ عمران

☆ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے عدل اور احسان کرنے کا۔۔۔ قرابت داروں سے حسنِ سلوک کا۔۔۔ النحل

☆ جسے اللہ نور نہ بخشے اسکے لیئے پھر کوئی نور نہیں ہے۔۔۔ النور

### دربارِ نبوی ﷺ سے

☆ ہر تعمیر صاحبِ تعمیر کے لیئے (دنیا اور آخرت میں) مصیبت ہے مگر وہ عمارت جو ضروری ہو۔ (رسولِ کریم ﷺ' ابوداؤد)

☆ جو شخص ضرورت سے زیادہ مکان بنائے اسے قیامت کے دن مجبور کیا جائے گا کہ اسے اپنی گردن پر اٹھائے رہے۔ (رسولِ کریم ﷺ' مشکوۃ)

### تبرج کی ممانعت

عربی میں تبرج کے معنی نمایاں ہونے' ابھرنے اور کھل کر سامنے آنے کے ہیں۔ عورت کے لیئے یہ لفظ اپنے چہرے اور اپنے جسم کی سج دھج' آرائش و زیبائش' سنگھار اور اپنی چال ڈھال میں لوچ اور چنک منک کے ذریعے اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ تمام اہلِ لغت اور اکابر مفسرین نے اس لفظ کی یہی تشریح کی ہے۔ خواتین کو تمدنی ضروریات کے لئے گھر سے باہر نکلنے کے لئے تبرج اور خاص طور پر تبرج الجاھلیۃ الاولی کی ممانعت کی گئی ہے۔ از روئے اسلام جاہلیت سے مراد ہر وہ طرزِ عمل' ہر وہ روش' ہر وہ چلن' ہر وہ رواج اور ہر وہ رسم ہے جو اسلام کی تعلیم' اسکی تہذیب' اسکی ثقافت اور اس کے اخلاق و آداب کے خلاف ہو۔ سورۂ احزاب میں تبرج الجاھلیۃ الاولی سے منع کر کے تمام خواتین کو ہدایت فرمائی جا رہی ہے کہ تمہارا اصل مقام تو گھر ہی ہے' لیکن اگر کسی تمدنی ضرورت سے گھر سے باہر نکلنا ہی ہو تو اہلیتِ اولیٰ کی طرح بن سنور کر اور زیب و زینت کے ساتھ نکلنے کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں ہے۔ (ڈاکٹر اسرار احمد کی کتاب ''اسلام میں عورت کا مقام'' سے ماخوذ)

### ظریفانہ

بازار میں اناج کی دو دکانیں ساتھ ساتھ واقع تھیں۔ پہلی دکان کا خادم دوسری دوکان میں پڑی اناج کی بوریوں سے جھولیاں بھر بھر کر اناج روزانہ اپنی دوکان میں منتقل کر دیتا تھا۔ آخر کار دوسری دوکان کے مالک نے پہلی دوکان کے مالک کی توجہ اس طرف دلائی۔ جواب ملا ''دیوانہ ہے''! دوسری دوکان کے مالک نے صدائے احتجاج بلند کی'' پھر تمہاری دوکان سے اناج میری دوکان میں کیوں نہیں ڈالتا؟ جواب آیا ''دیوانہ ہے نادان نہیں''!

### نوادرات

سلطان شمس الدین التمش ولی صفت بادشاہ تھے۔ دہلی میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وفات سے عین پہلے وصیت فرما گئے کہ میری نمازِ جنازہ وہ شخص پڑھائے جس کی نمازِ عصر کبھی قضا نہ ہوئی ہو۔ تدفین سے پہلے یہ وصیت لاکھوں کے مجمع میں پڑھی گئی تو آگے بڑھنے والا شخص صرف ایک تھا' بادشاہِ وقت' سلطان شمس الدین التمش!

### بلیٹن بورڈ

☆ تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ کے فعال کارکن برادر عمر بلوچ فروری کے وسط سے paltalk پر ہر جمعرات کو امریکی وقت کے مطابق رات کے 8:45 سے 9:15 تک تنظیمی اور غیر تنظیمی خواتین کو لیکچرز دیا کریں گے جن کا دورانیہ 15 منٹ ہوا کرے گا۔ دلچسپی رکھنے والی خواتین یہ لیکچرز www.paltalk.com کے Islam channel پر روم Quranicwisdom1 پر سن سکتی ہیں جس کے لئے کوڈ نمبر 1881 ہے۔ ☆ امریکی ریاست الاباما میں مسلم خواتین پر ڈرائیونگ لائسنس کے لئے تصویر پہ حجاب پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ تاہم ابھی اس جارحانہ پالیسی کے خلاف ریاست الاباما کو امریکی مسلمانوں کی طرف سے مخالفت کا سامنا ہے۔ مندرجہ ذیل ایڈریس پر جا کر آپ بھی اس احتجاج میں حصہ لیجئے

http://www.cairhouston.org/alerts/alabamapetition.htm

## حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کے زیر اہتمام تین روزہ دعوتی وتربیتی ورکشاپ

گزشتہ ماہ دسمبر 2003ء میں تنظیم اسلامی پاکستان کے زیر اہتمام ملتزم رفقاء کا ایک خصوصی اجتماع کراچی میں منعقد ہوا جسے امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب نے ''دعوت'' کے عنوان سے معنون کیا اور اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا کہ اب تنظیم کی دعوت کو ایک منظم انداز میں چلانا ہے اور اس انداز سے چلانا ہے کہ فرد بھی دعوت کا کام انجام دے اور اجتماعیت بھی اس کام میں اس کی مدد و معاون ثابت ہو۔ امیر تنظیم کے اس حکم کو عملی شکل دینے کا آغاز مرکزی شعبہ دعوت و تربیت نے حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن سے کیا اور اس کے لئے تین روزہ دعوتی وتربیتی ورکشاپ کا انعقاد جنوری کی انہیں تاریخوں میں کیا گیا جن میں ماہ دسمبر میں کراچی میں ملتزم رفقاء کا اجتماع ہوا تھا یعنی 25 تا 27 جنوری 04ء۔ اس طرح ایک خوبصورت مماثلت دونوں اجتماعات میں باعتبار تواریخ قائم ہوگئی۔

گزشتہ سال اکتوبر کی مبتدی تربیت گاہ میں شریک رفقاء کے جوش و جذبے کو مدنظر رکھتے ہوئے ناظم تربیت نے ان سے تین ماہ بعد تین دن دعوتی ٹریننگ کے لئے فارغ کرنے کا تقاضا کیا تاکہ فکری تربیت کے ساتھ عملی تربیت بھی حاصل کی جاسکے۔ لہٰذا 25 جنوری کو رفقاء لاہور مرکز پہنچے دس بجے سے گیارہ بجے تک عبدالسلام عمر نے انقلابی کارکنوں کے اوصاف کے حوالے سے سورۃ الشوریٰ کا درس دیا۔ بعد ازاں ایک مبتدی رفیق شبیر علی صاحب جو کہ کمپیوٹر کے شعبے سے وابستہ ہیں کو ناظم تربیت نے تین ماہ پہلے ہی ٹارگٹ دیا تھا کہ وہ ذاتی رابطہ دعوت کے ضمن میں رفقاء کے لئے ملٹی میڈیا کی مدد سے لیکچر تیار کریں۔ گیارہ سے ایک بجے تک نہایت عمدہ انداز میں انہوں نے اپنے موضوع کا حق ادا کیا۔ نماز ظہر اور کھانے کے بعد رفقاء ناظم تربیت کے ہمراہ گجرات شہر کے لئے روانہ ہوگئے۔

اس اجتماع میں شرکت کے لئے خصوصی طور پر مرکز سے ناظم دعوت چوہدری رحمت اللہ بٹر' ناظم تربیت شاہد اسلم صاحب اور معاون ناظم دعوت محمد اشرف وصی صاحب کے علاوہ مزید دس رفقاء تشریف لائے۔ اجتماع کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ جن میں سے ایک حصہ رفقاء کی تربیت پر مشتمل تھا' دوسرا حصہ عوام الناس سے رابطہ اور تیسرا حصہ علماء کرام اور دینی وسیاسی جماعتوں کے ذمہ داران سے ملاقاتوں پر مشتمل تھا۔ اس کے علاوہ ندائے خلافت کے قارئین سے ملاقات کے لئے ایک خصوصی نشست کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔

1۔ رفقاء کی تربیت: یہ پروگرام جامع مسجد تقویٰ جو تنظیم اسلامی گجرات کا مرکز بھی ہے میں منعقد ہوا جس میں کوئٹہ سے تشریف لانے والے ساتھی عبدالسلام صاحب نے تقریباً پانچ نشستوں میں رفقاء کو بانی محترم کے کتابچے 1۔ نبی اکرمؐ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں 2۔ مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق اور 3۔ تعارف تنظیم اسلامی کا مطالعہ گروپس کی شکل میں کروایا اور بعد میں ان کا معروضی امتحان بھی لیا۔ مزید برآں ان موضوعات پر رفقاء کو عملی طور پر گفتگو کرنے کی مشق بھی کروائی جس میں رفقاء نے کافی جوش وخروش سے حصہ لیا۔ اس کے علاوہ لاہور شرقی کے رفیق شاہد اقبال صاحب نے رفقاء کو دو دنوں میں چار ادعیہ ماثورہ زبانی یاد کروائیں۔ رفقاء کی اس تربیتی نشست میں تین دروس قرآن کے پروگرام ہوئے جن میں پہلا درس ناظم تربیت شاہد اسلم صاحب نے 25 جنوری بعد نماز عشاء دیا' دوسرا درس راقم نے 26 جنوری بعد نماز فجر اور تیسرا درس عبدالسلام صاحب نے 26 جنوری بعد نماز مغرب دیا۔

2۔ رابطہ عوام الناس: اس پروگرام کے لئے مورخہ 26 جنوری صبح 11 بجے تا ایک بجے کا وقت طے کیا گیا اور شہر کی چار معروف سڑکوں پر چار چار رفقاء پر مشتمل گروپس کو ہینڈ بلز دے کر روانہ کیا گیا اور ہر گروپ کا ایک امیر بنا دیا گیا۔ روانگی سے پہلے محترم اشرف وصی صاحب نے رفقاء کو خصوصی ہدایات دیں کہ گشت کے دوران تنظیم کی دعوت مختصر انداز میں پیش کریں۔ مسجد تقویٰ اور دفتر تنظیم اسلامی کا تعارف کروائیں اور اس میں ہونے والے دروس قرآن میں شرکت کی دعوت دینے کے ساتھ ساتھ اپنی نظروں کی حفاظت کا خصوصی اہتمام کریں۔ دعوت صرف ایک ساتھی دے باقی اس دوران ذکر اور دعا کا اہتمام کریں۔ اس گشت کے دوران جہاں رفقاء کو مثبت رسپانس ملا وہیں کچھ لوگوں کی طرف سے تنقید کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ جس میں رفقاء کو دعوت دینے کا طریقہ بھی آیا اور ذاتی تربیت بھی ہوئی۔ بعد میں شام کی نشست میں رفقاء نے دعوت کے دوران پیش آنے والے تجربے پر اپنے تاثرات کا اظہار بھی کیا۔

3۔ علماء کرام اور دینی وسیاسی جماعتوں کے اکابرین سے ملاقات: اس سلسلہ میں سب سے پہلے ملاقات جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے صوبہ پنجاب کے ناظم اعلیٰ محترم قاری عطاء الرحمٰن صاحب سے ہوئی جو گجرات شہر کے جید علماء میں سے ہیں اور مولانا یوسف بنوریؒ کے شاگرد ہیں۔ ان سے ملاقات میں حالات حاضرہ کے حوالے سے تنظیم اسلامی کا فکر اور اس کی پالیسی کی وضاحت کے علاوہ ان کے خیالات سے بھی تفصیلاً آگاہی حاصل کی گئی۔ یہ ملاقات محترم خادم حسین صاحب اور شاہد رضا کے علاوہ ایک اور ساتھی نے کی۔

دوسرے دن 26 جنوری کو گجرات شہر کے معروف عالم اور مدرس قرآن قاری عبدالجلیل صاحب سے رحمت اللہ بٹر صاحب' شاہد اسلم صاحب اور راقم کے علاوہ ایک اور رفیق نے ان کی اور موجودہ حالات میں اسلامی قوتوں کو درپیش خطرات اور اتحاد امت کے حوالے سے تبادلہ خیال کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں تنظیم اسلامی کی دعوت ایک اجمالی خاکہ پر مشتمل کتابچہ دیا گیا اور منہج انقلاب نبویؐ پڑھنے کی دعوت دی گئی جسے انہوں نے قبول کیا اور وعدہ کیا کہ آپ مجھے کتاب پہنچائیں میں تنقیدی نقطۂ نگاہ سے اسکا مطالعہ کر کے اس پر اظہار خیال کروں گا۔

اسی دن بعد نماز عشاء اسی وفد نے جماعت اسلامی گجرات شہر کے اکابرین سے دفتر جماعت اسلامی میں ملاقات کی' جس میں عوامی سطح پر دروس قرآن کی ضرورت اور اس میں اضافہ کے حوالہ سے کوششوں کے ساتھ ساتھ متحدہ مجلس عمل اور حکومت کے درمیان ہونے والے معاہدے کے علاوہ غیر اسلامی قوتوں کی طرف سے میڈیا کے ذریعے اسلامی قوتوں کو نقصان پہنچانے اور اسلام کی غلط تصویر دنیا کے سامنے پیش کرنے کے حوالے سے تفصیلی بات چیت ہوئی۔ اسی دوران رفیق محترم خادم حسین صاحب نے دیگر رفقاء کے ساتھ جامع مسجد فاروق اعظم میں درس قرآن دیا اور بعد میں امام مسجد قاری عزیز الرحمٰن صاحب اور دیگر احباب سے تنظیم کی دعوت کے حوالے سے تفصیلی گفتگو کی۔ آخری دن 27 جنوری صبح 10 بجے جماعۃ الدعوۃ کے مقامی امیر اور ذمہ داران سے دفتر جماعۃ الدعوۃ میں تفصیلی ملاقات ہوئی جس میں موجودہ حالات میں جماعۃ الدعوۃ کی جہادی اور دعوتی سرگرمیوں کی تفصیل امیر جماعۃ الدعوۃ نے بیان فرمائی اور رحمت اللہ بٹر صاحب اور شاہد رضا صاحب نے ان کے سامنے جہاد کے حوالے سے سیرت کی روشنی میں اخذ کئے گئے تنظیم اسلامی کے موقف کی وضاحت کی۔

4۔ مساجد میں دروس قرآن: عوام الناس اور علماء کرام سے ذاتی رابطہ کے علاوہ شہر کی چند مساجد میں دروس قرآن کی نشستیں بھی رکھی گئیں جن میں سے دو مساجد میں بوجوہ درس کا انعقاد نہ ہو سکا لیکن بقیہ 3 مساجد میں دروس قرآن کی نشستیں منعقد ہوئیں۔ پہلے دن 25 جنوری بعد نماز مغرب جامع مسجد عثمان غنی محلہ مہدہ شرقی میں راقم نے دینی فرائض کا جامع تصور کے حوالے سے درس قرآن دیا جس میں 25 احباب نے شرکت کی اور پوری دلجمعی سے بات سنی۔ تیسرے دن 27 جنوری بعد نماز فجر مسجد مہدہ غربی میں رحمت اللہ بٹر صاحب نے سورۃ الحدید کی آیت نمبر 25 کی روشنی میں رسولوں کے مقصد بعثت کی روشنی میں مسلمانوں کی دینی ذمہ داریاں بیان کیں۔ اسی دوران مسجد نور کابلی گیٹ میں رفیق محترم عبدالسلام صاحب نے سورۃ العصر کا درس دیا۔ دونوں دروس میں احباب کی حاضری 15 اور 25 رہی۔

5۔ ندائے خلافت کے قارئین سے ملاقات: اس ورکشاپ کا ایک اہم حصہ ندائے خلافت کے مستقل خریدار اور اعزازی قارئین سے ملاقات کا پروگرام تھا۔ جس کے لئے گجرات شہر کے تقریباً 70 کے قریب قارئین کو 25 جنوری بعد نماز مغرب جامع مسجد تقویٰ میں شرکت کر کے ندائے خلافت کے متعلق اظہار خیال کی دعوت دی گئی۔ اس نشست میں 20 کے قریب قارئین نے شرکت کی۔ جن میں سے صرف 2 حضرات نے گفتگو کی۔ ان دو حضرات کی گفتگو نے ہی سارا وقت لے لیا اور باقی کسی کو موقع نہ مل سکا۔ پہلے گجرات کے مشہور وکیل چوہدری بشیر احمد بٹر صاحب نے گفتگو کی اور شکریہ ادا کرنے کے بعد موجودہ حالات میں دینی قوتوں کے اختلافات پر افسوس کا اظہار کیا جبکہ ان کے بعد ڈاکٹر منور صاحب نے اپنی تفصیلی گفتگو میں ندائے خلافت کی تعریف کرنے کے علاوہ یہ ←

مشورہ بھی دیا کہ اس میں اسلام کے حوالے سے کرنٹ افیئرز پر زیادہ تحریریں ہوں۔ اس کے علاوہ تنظیم کے فکر کو بھی تفصیل سے قسط وار بیان کیا جائے اور مزید برآں جہاد کے حوالے سے میڈیا میں پیدا کی جانے والی غلط فہمیوں کے ازالہ کی کوشش کے ساتھ ساتھ جہاد کی مختلف سطحوں کو قرآن و احادیث کے حوالہ سے پیش کیا جائے بعد میں قارئین کی چائے سے تواضع کی گئی۔

(رپورٹ: عبدالرؤف' گجرات)

## حیدرآباد میں ایک دعوت پروگرام

مورخہ 23 جنوری بروز جمعہ محترم شجاع الدین شیخ صاحب کو انجمن خدام القرآن' سندھ کراچی سے تعاون کرنے والے ایک معاون جناب صفت اللہ آغا صاحب کی جانب سے حیدرآباد میں ایک نکاح پڑھانے کے لئے مدعو کیا گیا۔ جمعہ کے دن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ''بلال مسجد'' مسلم کالونی میں خطاب جمعہ اور بعد نماز عصر ''بسم اللہ مسجد'' سینٹرل جیل میں ایک خطاب کا بھی اہتمام کیا گیا۔

جمعہ کی صبح تقریباً 9:30 بجے قرآن اکیڈمی ڈیفنس سے ایک قافلہ محترم فیصل منصوری صاحب کی امارت میں روانہ ہوا۔ راستے سے مزید افراد نے شمولیت کی۔ کل 8 رفقاء اور 3 احباب اس قافلہ میں شریک تھے۔ ہم تقریباً 12 بجے مسلم کالونی پہنچے۔ جہاں ہمارے میزبان کی جانب سے چائے کا اہتمام کیا گیا اور تقریباً پونے ایک بجے ہم مسجد بلال پہنچے۔ سوا ایک بجے ''مذہب اور دین کا فرق'' کے موضوع پر خطاب جمعہ کا آغاز ہوا۔ جس میں شجاع الدین شیخ صاحب نے مذہب اور دین کے فرق کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ اسلام محض مذہب نہیں بلکہ دین ہے اور اپنا غلبہ چاہتا ہے جس کے لئے جدوجہد کرنا ہم پر فرض ہے۔ آج اسلام مغلوب ہونے کی وجہ سے محض مذہب بن کر رہ گیا ہے۔ اکثر حضرات کے سامنے یہ باتیں پہلی دفعہ آئی تھیں تاہم یہ اتنی واضح تھیں کہ انکار ممکن نہ تھا۔ بجلی کی عدم موجودگی کی وجہ سے یہ خطاب بغیر ساؤنڈ سسٹم کے کیا گیا اور اس کا دورانیہ آدھا گھنٹہ رہا۔ تقریباً 300 نمازی دوران خطاب موجود تھے۔ مسجد کے باہر مکتبہ کے سٹال کا بھی اہتمام کیا گیا۔ نمازیوں کی ایک بڑی تعداد نے کتب' کیسٹس اور CDs سے استفادہ کیا اور اپنی دلچسپی کا اظہار کیا۔ مکتبہ پر تشریف لانے والے تمام حضرات کو دو کتابچے (''فرائض دینی کا جامع تصور) اور ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت'') تحفتاً پیش کئے گئے۔

نماز جمعہ کے بعد مسجد بلال ہی میں خطبۂ نکاح کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں شجاع الدین شیخ صاحب نے خطبہ میں تلاوت کی جانے والی آیات اور احادیث کے ترجمہ اور تشریح کے علاوہ نکاح کے حوالہ سنت رسول ﷺ سے رہنمائی اور ان کے فوائد اور برکات سے آگاہ کیا اور اس کے ساتھ ساتھ نکاح کی بے جا رسومات کے نقصانات بھی بیان کئے۔ شرکاء نے اس کو بہت سراہا اور آئندہ مسنون طریقہ پر نکاح کے اہتمام کے عزم کا اظہار کیا۔

اس پروگرام کے بعد میزبان کی جانب سے ساتھیوں کے لئے کھانے کا اہتمام کیا گیا جس کے بعد ہمارا قافلہ سینٹرل جیل حیدرآباد میں واقع بسم اللہ مسجد پہنچا۔ بعد نماز عصر ''فلسفہ و حکمت قربانی'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے شجاع الدین شیخ صاحب نے حضرت ابراہیمؑ کے حالات زندگی اور امتحانات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ کو ان تمام قربانیوں سے گزار کر ''امام الناس'' کے منصب پر فائز کیا گیا۔ لہٰذا ہمیں ''شہادت علی الناس'' کا جو منصب دیا گیا ہے' وہ بھی جان' مال' وقت اور صلاحیتوں کی قربانیوں کا تقاضا کرتا ہے۔ عیدالاضحیٰ کی قربانی اس بات کی یاد دہانی کراتی ہے۔ اس پروگرام میں 30 مقامی حضرات نے شرکت کی۔ یہاں بھی مسجد کے باہر مکتبہ کا اہتمام کیا گیا۔ تمام شرکاء کو مختلف کتابچے اور تنظیم کی تعارف پر مبنی بروشر تحفتاً پیش کئے گئے۔ نماز مغرب ادا کر کے وہاں سے روانہ ہوئے اور راستے میں نماز عشاء ادا کر کے اور کھانا کھا کر تقریباً 11 بجے اپنے گھروں کو پہنچے۔

(رپورٹ: عثمان کاظمی)

### دعائے مغفرت

☆ کراچی کے رفیق ذوالفقار الدین کی والدہ محترمہ انتقال کر گئی ہیں۔

☆ کراچی کے رفیق تنویر عالم صاحب کے والد انتقال کر گئے ہیں۔

رفقاء تنظیم اور قارئین ندائے خلافت سے مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔


### آیئے اوقات قیمتی بنایئے — خود سیکھئے اور سکھایئے

گلی گلی کوچا کوچا دعوت دین پہنچایئے

خیر الناس من ینفع الناس بن کر — اعلائے کلمۃ اللہ میں جت جایئے

سہ روزہ' ہفت روزہ پروگراموں میں وقت دے کر اپنے فکر کے استحکام' حرکی تربیت حاصل کریں' داعی الی اللہ بنیں اور دیگر تنظیمی و انتظامی اُمور میں حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کے لئے قبول فرمائے۔ آمین۔

آئندہ سہ روزہ پروگرام 27 تا 29 فروری 2004ء حلقہ پنجاب غربی بمقام جامع مسجد ہاؤسنگ کالونی' تیزاب مل' عقب گورنمنٹ کالج جڑانوالہ میں ہوگا۔

رفقاء احباب دفتر حلقہ/مرکز سے رابطہ کریں۔ آپ کے جواب کے منتظر

منجانب: شعبہ دعوت و تفریغ اوقات' تنظیم اسلامی

### ضرورت رشتہ

☆ چند سفید ریش گورنمنٹ پنشرز افسران کے لئے لاہور سے دینی رجحان کی حامل موزوں خواتین کے رشتے درکار ہیں۔ پچاس سالہ بیوہ جو بے اولاد خاوند کی خدمت کر سکیں۔

رابطہ: مسز رفیع خان فون: 7245705 (042)

☆ مظفر آباد شہر (آزاد کشمیر) میں مقیم 34 سالہ گکھڑ راجپوت ملتزم رفیق تنظیم اسلامی سرکاری ملازم کے لئے دینی و تنظیمی خاندان سے رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: ناظم اعلیٰ' مرکز تنظیم اسلامی گڑھی شاہو' لاہور

فون: 6366638 -6316638

### اکاؤنٹنٹ میسر ہے

مستند' تجربہ کار اکاؤنٹنٹ' جز وقتی بنیاد پر کمپیوٹر سافٹ ویئر Peach Tree اور Quickbook میں حساب رکھنے کے لئے شام کے اوقات میں میسر ہے۔ خواہشمند کاروباری حضرات رابطہ کریں۔

فون نمبر: 0300-4497667 -6817092

### کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- ازروئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی' تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:

(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس

(2) عربی گرامر کورس (I'II'III) (3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

**شعبہ خط و کتابت کورسز** 'قرآن اکیڈمی' 36۔کے' ماڈل ٹاؤن لاہور

law is supreme. That is Shirk. Any act that supports and sustains it is Shirk.

The interest based institutions, lotteries, prize bonds, saving certificates, raffle tickets, and prevailing landlordism in Pakistan are just a few examples of how the government has already declared Halal nearly everything that Allah declared to be Haram. Casting votes for all parties and government that have already committed Shirk upon Shirk, imply the voters' following them into Shirk, Kufr, Dhulm and Fisq!

The right course was to match deeds with words, to act as a single force; launching campaigns for abolishing un-Islamic systems — starting with reviving the dead clauses of the Constitution and finishing with compelling the government into developing systems, ways and mean for making Qur'an and Sunnah supreme. We were supposed to be and not seem Islamic. We could "talk the talk," but we failed to "walk the walk."

January 24, 2004

The Nation January 28, 2004

End Notes

[1] "Verily He sent His Messenger with divine guidance and the true Deen in order for it to be dominant over the World" — Al-Qur'an 9 : 33

Al-Mawardi The Ordinances of Government (Al-Ahkam al-Sultaniyya). Trans. by Dr. W. Wahba. 1996, pp. 3; also see Ibn Khaldun, "The Muqaddimah: An Introduction to History," Princton University Press, 1967, p. 190,191. Al-Mawardi maintains that the establishment of the Khilafah is a religious obligation for the Muslims, because its main object is the defence of the Faith and the preservation of order in the world through the implementation of Revealed Law. In support of his argument he quotes that of the Qur'an in which David was appointed Khalifah on Earth by Allah (Al Qur'an 38:27). He is of the view that a secular state is based on the principles derived through human reasoning, and therefore it promotes only the material advancement of its citizens. But since the Khilafah is based on Revealed Law, it promotes the material as well as the spiritual advancement of the people.

Constitution of Jammat-i-Islami, Pakistan says: "The duty of a Muslim is to strive for establishing whole of Islam without discretion or division." See: http://www.jamaat.org/Isharat/2000/ish03 2000.html

[2] The Qur'an says the Jews were cursed because: "They did not enforce the prohibition of that which was sinful and evil which they committed: evil indeed were the deeds which they did." (Qur'an, 5:78-9).

[3] "The Hypocrites, men and women, (have an understanding) with each other: They enjoin evil, and forbid what is just, and are close with their hands. They have forgotten Allah; so He hath forgotten them. Verily the Hypocrites are rebellious and perverse." (Al-Qur'an 09:67).

After "A WAR ON ISLAM"

## THE END OF DEMOCRACY

By Abid Ullah Jan

*Here is another tribute to this book by Mr. Bob Thorne who is Christian missionary working in U.S.A. After receiving the book, he wrote a letter to the auther, which is reproduced here:*

Mr. Jan,

I got the book; thank you very much. I think your letter to Daniel Pipes was excellent, and I'm making some comments on it in another message. Personally, I would much prefer to live under the idealistic and truthful Islamic State that you envision than the what we now have in the U.S. I also think that idealistic and truthful Christian, Hindu, Buddhist states would be almost identical to this Islamic state, and they could all get along and see that there were no significant differences in philosophy and core principles. President Bush is "Christian" in name only, as are a lot of our leaders, and Jesus warned in the Bible that many would come in his name and be "wolves in sheep's clothing", "ravenous wolves", "rotting on the inside", etc. This is all true!

Beneath are a number of quotes from Thomas Paine that Bill Moyers was quoting in his speech to the National Press Club about what's wrong with our press. The last one is 100% applicable to you:

That plain language spun off memorable one-liners that we're still quoting. "These are the times that try men's souls." "Tyranny, like hell, is not easily conquered." "What we obtain too cheap, we esteem too lightly." "Virtue is not hereditary." And this: "Of more worth is one honest man to society and in the sight of God than all the crowned ruffians that ever lived."

Regards,
Bob Thorne

Vol: 13 Regd. No. LRL -50 No. 7

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

**View Point**

**Abid Ullah Jan**

# Time to Plead Guilty

As all hopes for achieving the objective of Pakistan's creation turned into despair, chances of learning from its failed experience to become an Islamic State have increased.

Ideologically Pakistan today stands in the middle of nowhere, notwithstanding the illusive gains of the religious party's alliance (MMA) and Musharraf's claim to practicing "enlightened moderation." Both the Muslims' promise to establish the Deen and the secularists' dream to fully secularise Pakistan remain unfulfilled.

The MMA is neck deep in the very mire of godlessness from which it has been promising to liberate Pakistan. There is a lesson in its becoming the forerunner of a system that negates both Islam and democracy.

The MMA's success in legitimizing a dictatorship and failure in establishing Islam are clear signs of the validity of calls, which asked religious leaders not to a) divide Muslims in numerous religious parties, b) participate in secular systems for the supremacy of Islam, and c) turn means — such as elected positions — into ends in themselves.

Today MMA leaders claim to have sided with dictatorship for the "supremacy of democracy." They do not say their actions are for the supremacy of Islam. Establishing one or another form of twisted democracy cannot absolve MMA and the nation from their real obligation of establishing the Deen.[1]

Fifty six years is enough time to realize and admit that the course we have taken has landed us in kufr (disbelief) than Islam. The main folly behind the failure is our committing shirk to establish Islam. Referring to kufr and shirk for the first time in 15 years' career should convey the fact that there is no other conclusion.

The reality is as much harsh to digest as it is difficult to deny from where we stand today But this is where we stand. Can we deny that the Qur'an has repeatedly admonished those who establish Hukm — the system of law and justice — on the basis of 'other than' or 'contrary to' Allah's authority and law?

Can we deny the fact that Pakistan's legal system is primarily based on the same common law of our colonial masters? Apart from the cosmetic inclusion of the legal code of Shari'ah, English case law remains a primary source of authority in commercial law matters.

Can we deny that the Qur'an unequivocally condemns and accuses them of Kufr (disbelief), Dhulm (injustice and oppression) and Fisq (wickedness and enormous sin) who fail to establish law and authority on the basis of the revealed Divine Law after having the opportunity of self-governance in an independent state for 56 years?

Can we deny that we perfectly fit this description: " .... And whoever fails to judge on the basis of that which Allah revealed has committed Kufr." " .... And whoever fails to judge on the basis of that which Allah revealed has committed Dhulm." " .... And whoever fails to judge on the basis of that which Allah has revealed, has committed Fisq." (Qur'an, 5:44 - 47)

We and our flag bearers for Islam cannot deny our guilt. In exchange for MMA's fake opposition and granting constitutional legitimacy to a dictatorship, it could not even ask the General to make the constitutional clause — "no legislation shall be done repugnant to the Qur'an and the Sunnah" — effective.

In exchange for wholesale changes in favour of dictatorship, MMA could ask for a small amendment to make Article 227 of the Constitution part of the Objectives Resolution as article 2(b) to address the loophole that renders Islamic articles ineffective. The MMA, however, could not do so for Islam. It failed because its vague objectives have made it shift priorities and chose a course that is in total contradiction to Islam.

The Qur'an tells us how Allah declared Pharaoh's application of his law in the land of Egypt as acts of Shirk. It follows there from that the same declaration by the modern secular system and laws is also Shirk! Other than its title, Pakistan has followed the systems of a modern secular state that in turn have precisely done what Allah has called Kufr, Dhulm and Fisq.

It is as simple as this: whosoever — Jews, Christians, or Muslims — established the secular state after having received the Divine Law through the Torah, Psalms, Gospel and Qur'an, would be guilty of having committed Kufr, Dhulm and Fisq! Casting vote in favour of any party that sustains secular systems and laws imply that the voter is following his Party and his Government into Shirk, Kufr, Dhulm and Fisq.

Let's look at the same issue from a different perspective. The Qur'an has denounced as Shirk the act of making Halal whatever Allah had made Haram (and vice-versa). Can we deny that the Supreme Court of Pakistan is the final hurdle in the way to declaring interest (Riba) Haram? Can we deny that David and Jesus cursed the Jews for acting exactly in this way (Al-Qur'an 5:78-79)?[2]

If it were an act of Shirk when Priests and Rabbis made Halal that which Allah declared to be Haram, it is the same act of Shirk and hypocrisy (Al-Qur'an 9:67), deserving curses, when our government does the same things now.[3]

The first faltering step was division into different religious parties without a clear strategy for establishing Islam. Some of the basic arguments of the religious leaders for participating in the secular system are: "without participation, we will have no political representation." "Participation is necessary for changing the godless political system."

Pakistan is not an Islamic State by virtue of its title or a couple of dead constitutional clauses. The existence of Hadood laws or restriction on propagation of Qadyani views due to some reasons neither makes it Islamic nor exonerates it from being secular by the virtue of its roots, systems and consistent practice

Participation in Pakistan's electoral politics ipso facto signifies acceptance of the secular character of the state. Secularism today makes the same declaration that Pharaoh made to Moses: I am sovereign. My kingdom is sovereign. Its authority is supreme. Its